سورت یوسف گرچہ اک نالۂ یعقوب ہے

چاہِ زم زم والدہ کے عشق سے منسوب ہے

ماں باپ کی عظمت کا احساس دلانے والی' میاں بیوی میں محبت بڑھانے والی'
روٹھنے والے شوہروں اور روٹھنے والی بیویوں کو منانے کا طریقہ بتانے والی'
اُجڑے گھر بسانے والی اور جنت کی راہ دکھانے والی

شہرۂ آفاق کتاب ''موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا'' کے بعد
خواجہ محمد اسلام کی سبق آموز کتاب

ماں کی شان

پیشِ خدمت ہے۔

اے مخاطب! تو اپنی ماں کو راضی کر لے
اللہ پاک تیری ساری خطائیں معاف کر دے گا

مرتب و ناشر

خواجہ محمد اسلام - اردو بازار [redacted]

website: www.khawajaislam.com.pk

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

پردہ نشین عورت کی عظمت کو سلام

بے پردہ عورت کو پردہ کرنے کا پیغام

اللہ پاک کتاب ''ماں کی شان'' کا مطالعہ کرنے والوں کو اور دوسروں تک پہنچانے والوں کو دُنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے! امین

کتاب ''ماں کی شان'' پہلے پڑھیں پھر شادی کریں۔

خود پڑھیں، دوسروں کو تحفہ میں پیش کریں۔
بچوں اور بچیوں کی شادیوں پر مہمانوں میں تقسیم کر کے
ثوابِ دارین حاصل کریں۔

صفحات 80 قیمت -/30 (تیس روپے) خواجہ محمدؐ اسلام نے

المدینہ پرنٹنگ پریس، ٹیپ روڈ، گھوڑا ہسپتال، لاہور 0321-4134388 سے چھپوا کر شائع کی۔

جو قوم بے حیا ہو جاتی ہے تو اللہ اس کو ختم کر دیتا ہے۔ اسلام کی تخلیق حیا ہے، حیا کی تخلیق نکاح ہے، قوم کی بقا حیا میں ہے۔ ہم اس وقت کہاں کھڑے ہیں... ذرا سوچیے! شادی بیاہ کی رسومات کا بائیکاٹ کریں اور نکاح کو آسان بنائیں۔ عبرت حاصل کرنے کے لئے کتاب خون کے آنسو کا مطالعہ فرمائیں۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فیوض و برکات	۵
حرف آغاز..... گناہ انسان کے حق میں انتہائی مضر رساں ہیں	۶
دردِ دل	۷
حضور ﷺ کی شفقت کا سب سے زیادہ حصہ کس کو ملا	۹
بچہ کی دُنیا میں آمد	۱۳
نوزائیدہ بچہ	۱۴
لڑکی ہے ایک نعمت	۱۵
والدہ	۱۶
بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت کے لیے بیوی کی مصیبت میں اظہار وفاداری	۱۷
قصہ میاں بیوی کی خوبصورت لڑائی کا	۱۸
مرد کے لیے نیک عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں	۲۳
عورت کا مقام	۲۴
مسلم عورت سے خطاب	۲۵
پاکستانی عورت سے خطاب	۲۵
والدہ کا بے مثال جذبہ قربانی	۲۷
والدہ کی شفقت	۲۸
والدہ کے مصائب کا قرآنی اعتراف	۲۹
ماں کے قدموں کو سلام	۳۰
یاد رکھیے!	۳۱
ماں کی شان	۳۲
رحمت کی برسات ہے ماں	۴۲
گنہگار کی، ماں کی دُعا سے بخشش ہوگئی	۴۳
نافرمانوں کے لیے تنبیہ	۴۸
نصیحت	۵۴
ماں باپ کے ساتھ زیادتی کا تلخ احساس	۵۷
قصہ ایک مولانا صاحب کا	۵۷
مولانا صاحب کی درد بھری آپ بیتی	۵۸
ماں باپ کی نافرمانی اور رنج دینے پر عذاب اور فرزندوں کے حقوق والدین پر	۶۳
آنکھ بہت بڑی نعمت ہے، اس کو گناہ سے آلودہ نہ کرو	۶۷
اور زبان بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ اِن کی حفاظت کرو	۶۸
بچو بچو! شرک سے بچو!	۶۸
بچو بچو! گناہوں سے بچو، گناہ کی دس برائیاں	۶۹
دُنیا اور آخرت میں کامیابی کے رہنما اُصول	۷۰
دُعا کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت	۷۲
درود شریف کے فضائل	۷۲
فرمانِ رسول ﷺ اپنے عزیزوں کو صدقہ کا ثواب پہنچاؤ	۷۶
اچھا اب رخصت..... اللہ حافظ	۸۰

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اللہ رب العزت کا فرمان

میں جواب دیتا ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کا جب وہ مجھے پکارے

تیرے سوا معبودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا موجودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مشہودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے اِلٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پہ سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے اِلٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر ترا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر ترا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر ترا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر ترا اے میرے خدا

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے اِلٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

پہلو میں جبتک قلب رہے اور تن میں جبتک جان رہے
لب پہ ترا ہی نام رہے اور دل میں ترا ہی دھیان رہے
جذب میں پراں ہوش رہے اور عقل مری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز دل نہ مرا اک آن رہے

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے اِلٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ کے فیوض وبرکات

مظلوم کی پناہ ذاکر کی نگاہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
روح کی راحت جسم کی حفاظت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
کاموں کا نظام عارفوں کا تاج بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
عاشقوں کی پرواز واصلوں کا چراغ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مفتاح قرآن وادیٔ عرفان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
معیار علم و عقل پیمانہ ذکر و فکر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
بیمار کی دوا ہر مرض کی شفا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شیطان کے لیے زنجیر سالک کی شمشیر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
قلب کی صفائی اللہ تک رسائی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
جنت میں داخلہ جہنم سے رہائی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اس میں اسم ذات ہے آگ سے نجات ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہیں کیا جاتا ادھورا اور بے برکت ہوتا ہے۔ یہ اسم ہر کتاب کی چابی ہے۔ جس نے اس اسم کا کثرت سے ذکر کیا اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جب اس اسم کو نازل فرمایا گیا؛ ہوائیں رک گئیں، سمندر میں جوش آیا، آسمان سے شیطانوں کو سنگسار کیا گیا۔ اللہ نے اپنی عزت کی قسم کھائی اور فرمایا کہ جس نے میرا یہ اسم پڑھا؛ برکت ہوگی، شفا ہوگی اور جنت میں داخلہ ملے گا۔ جب کوئی آدمی ایسے کاغذ کو جس پر یہ اسم لکھا ہوگا، زمین سے اٹھائے گا؛ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اگرچہ مشرک ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب منجنیق میں یہ اسم پڑھا تو اس کی برکت سے نارِ نمرود ٹھنڈی ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ اسم پڑھا تو انسانوں اور حیوانوں کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی اسم کی وجہ سے جادوگروں پر غالب آئے۔ جس مومن کے نامۂ اعمال میں کثرت سے یہ اسم ہوگا، اُسے اس کی برکت سے نارِ جہنم سے نجات ملے گی اور اس اسم کا ذکر کرنے والا منکر نکیر کے خوف سے آزاد ہوگا، اس پر موت کی سختی آسان ہوگی، قبر کی تنگی سے پناہ ملے گی، قبر میں حدِ نگاہ روشنی میسر ہوگی، نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، پل صراط پر نور ہوگا جو اس کو بہشت کے باغوں تک پہنچائے گا۔ کثرت سے اس اسم کا ذکر کریں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے　　کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو　　کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں

حرفِ آغاز ...... گناہ انسان کے حق میں انتہائی مضر رساں ہیں

صحیح انسانی فطرت کے تقاضے حسنات کا مظہر ہوتے ہیں کیونکہ فطرت وہ نور ہے جس کا فقط اعمال حسنہ سے ہی تعلق ہے۔ مگر انسان مختلف وقتوں میں زندگی کے ایسے مرحلوں سے گزرتا ہے کہ اس کی فطری قوتیں گردوپیش سے متاثر ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ انسان اگر برسوں تک معصیت کی وادیاں طے کرتا رہے اور بھول کر بھی نیکی کا خیال اس کے دل و دماغ میں نہ آئے لیکن فطرت کا نور اس وقت بھی کلیتہً بجھ نہیں جاتا۔ ہاں اس وقت اس کی حیثیت کو یوں سمجھو جیسے بتیس دانتوں میں زبان کی ہوتی ہے۔ ہزاروں بری خواہشات، سینکڑوں جذبہ ہائے گناہ کی کارفرمائیاں' معصیت کے وہ ولولے کہ انسان کا بس چلے تو آسمان میں تھگلی لگائے۔ مگر دست قدرت کی گرفت اس کو ایک محدود دائرے میں رکھتی ہے۔ اگرچہ وہ اپنی اغراض کی بناء پر اپنے لواحقین کے حقوق تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جہاں تک اس کے احاطۂ اختیار اور اقتدار کا تعلق ہے، پرلے درجے کی ناانصافی اور ظلم کو روا رکھتا ہے۔ کمزوروں پر ہر قسم کی زیادتی کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ انجام و مال سے یہ اندھا انسان اپنی چند روزہ زندگی میں اپنا اعمال نامہ بڑی حد تک سیاہ کر لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے کچھ دنیا میں اور باقی آخرت میں اس کو خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ جوانی مستانی ایک مشہور مقولہ ہے۔ جوانی آتی ہے تو اپنے ساتھ خواہشات اور تمناؤں کے جذبات اور آرزوؤں کے ہزاروں طوفان لاتی ہے۔ سیلاب جوانی کا ایک تھپیڑا کشتی عقل و خرد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ شرم وحیا کی تمام متاع زریں کو راہ زن شباب ہزار پہروں اور تالوں میں لوٹ لیتا ہے۔ چراغ ہوش گل ہو جاتے ہیں اور دیدہ خرد پر جہالت و نادانی کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ کان سننے سے' دل سمجھنے سے اور دماغ سوچنے سے عاجز آ جاتے ہیں۔ چمنستانوں' گلزاروں اور باغوں میں بہار آتی ہے تو درختوں کے جوبن' پھولوں کے نکھار اور شاخوں کی تروتازگی کا پیغام لاتی ہے۔ ہر شاخ نشہ ٔ نشوونما میں مستانہ وار جھومتی ہے اور ہر پھول رُخ

رنگیں بن کر دلکشی و دلآویزی کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ چمن حیات کی بہار جوانی ہے۔ اس وقت زندگی کی ساری مستیاں، پھولوں کی نگہت، کلیوں کی رنگت، سبزہ کی لہک اور بلبل کی چہک بن کر نمودار ہوتی ہے اور بڑے سے بڑے باخرد شخص کو جام مدہوشی پلا کر بے خود بنا دیتی ہے۔ آغاز پر نظر ہے انجام کی فکر نہیں۔ واعظوں کے وعظ اور چارہ گروں کی ہمدردیاں بیکار، ہوش کا نام نہیں، صرف جوش سے کام ہوتا ہے۔ الغرض فکر فردا غائب، مستقبل کا خیال مفقود اور عاقبت کا تخیل معدوم ہوتا ہے۔ باغبان جوش گل کی مسرت آفرین مستیوں میں خود اپنے چمن کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتا ہے۔ جوان، جوانی کے نشہ میں اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کو تباہ کرتا اور نشیب و فراز سے بے نیاز ہو کر ہر اس سیہ کاری کو اپنی کامیابیوں اور سرفرازیوں کا منتہا سمجھتا ہے کہ یہ شب جوانی ڈھل جانے کے بعد مرتے دم تک ان کی بداعمالیوں کا تخیل بھی اس کو لرزہ براندام اور اشکبار کر دیتا ہے۔ آج کل کے ماحول نے جوانوں کے ہی نہیں بلکہ بوڑھوں کے مزاج میں جوانی کے ولولے زندہ کر رکھے ہیں، پیرانہ سالی میں جوانی کے مزے لینے کی عادتیں ہوں، بادہ نوشیاں، سرمستیاں، عیش پسندیاں اور بدکاریاں جہاں کا محبوب مشغلہ ہی نہیں بلکہ فخر و مباہات سمجھا جاتا ہو، فحش کلامی، زناکاری، جنگجوئی، قتل و غارت، قمار بازی اور مے خواری غرضیکہ ہر گناہ کی فراوانی ہو اور ہر بدکاری کی ارزانی ہو، جہاں بدی کو نیکی اور عیب کو ہنر سمجھا جاتا ہو، جہاں سرمستیوں بلکہ خرمستیوں میں زندگیاں گزرتی ہوں، بڑھاپے میں جوانی سے زیادہ سیہ کاری کی رغبت موجود ہو وہاں کی جوانی کی تباہ کاریوں اور بداعمالیوں کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے؟ آج کا ماحول کتنا گندہ، فضا کس قدر مکدر، حالات کس قدر ابتر اور اخلاق کس حد تک ناقابل بیان ہیں اس کا ذکر نہ صرف اس وقت بے سود ہے بلکہ انسانی شرم و حیا اس کے تحریر سے قلم کو اور تقریر سے زبان کو باز رکھتی ہے۔ خواجہ محمد اسلام

درد دل

کیا کبھی تُو نے سوچا ہے اے نوجواں ۔۔۔ کس کے سینے سے چمٹتی تھی تیری ننھی سی جاں
گر نہ ہوتی ماں تیری پاسباں ۔۔۔ کب کے کھا چکے ہوتے تجھے کتے بلیاں

شاید میں بہاروں میں خزاں کی تباہ کاریاں بیان کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں کیونکہ میں اس عشرتکدہ عالم میں مظلومیت کی تصویر کھینچنے کے لیے قلم اٹھا رہا ہوں۔ جب کہ نوجوانانِ ملت شباب کی رنگ

رلیوں میں مست ہیں اپنے گھروں کو سینما گھر بنا بنا کر رقص وسرور کے دلدادگان زندگی کی کلفتوں سے کلیتاً بے نیاز ہو کر کیف وخمار میں اپنے روز وشب گزار رہے ہیں۔ جبکہ ضعیف وناتواں ''والدین'' جو زندگی کی آخری منزل کی طرف افتاں وخیزاں جارہے ہیں۔ جن کی قوتیں اللہ کا فرمان؛ ترجمہ: (جن کو ہم نے عالم کہولت تک پہنچایا۔ ان کی قوتوں کا شیرازہ بکھیر دیا۔ کیا ان کی چشم بصیرت اب تک وانہیں ہوئی) کی تفسیر ہیں۔ جو اپنی کوششوں میں تھک گئے جن کی تھکان لحد قبر میں جا کر ہی دور ہوگی۔ جن کے عزائم میں شکست وریخت کے دائمی آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کی نظروں میں دُنیا اُمید سے آباد نہیں بلکہ یاس وحرماں کی ایک اجڑی ہوئی بستی ہے۔ ان مظلوموں کے لیے میرے سینے میں ایک تڑپ ہے۔ میری راتیں اضطراب آشنا ہیں۔ میرے ایام چند اندوہناک واقعات کی فراہمی میں بسر ہوتے ہیں۔ میرے ماحول میں آہوں اور آنسوؤں کے جہان آباد ہیں۔ میری جب بھی آنکھ کھلتی ہے تو انسانی بستیوں میں مظلومیت کا ایک دل گداز منظر میرے سامنے آجاتا ہے۔ میرے کان جب بھی سنتے ہیں تو وہ آہ وبکا اور فریاد وشیون کی آوازیں ہی سنتے ہیں۔ میں ان مظلوم ومقہور اور ان مدفوع ومغلوب ہستیوں کی حالت زار پر جب تک جیوں گا، روتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہوں گا کہ وہ میرے گریہ پیہم کو انقلاب انگیز اور نتیجہ خیز بنائے۔ میں اپنے ابنائے جنس کے سامنے فطرت اور شرافت کے تقاضوں کا واسطہ دے کر اور خادمان مصطفیٰ ﷺ کے روبرو شریعت بیضا کے نام پر اپنی زندگی کے آخری سانس تک یہ اپیل کرتا رہوں گا کہ وہ والدین کے اس مقام کو جو قرآن حکیم نے ان کو عطا کیا ہے، ہمیشہ نگاہ میں رکھیں اور بیوی کے حقوق کو بھی کسی حالت میں بھی فراموش نہ کیا جائے تا کہ روز محشر حقوق العباد کے اس بکھیڑے سے نجات ملے اور دنیا کی زندگی بھی پرامن طریق پر بسر ہو۔

تمام اُمت مسلمہ کے لیے دُعا گو اور تمام اُمت مسلمہ کی دُعاؤں کے محتاج

خواجہ محمد اسلام اماں زینب بی بی اماں عزیز بیگم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا سب سے زیادہ حصہ کس کو ملا

صنف نازک کو جو پشت پناہیاں انتہائی کسمپرسیوں کے بعد میسر آئی ہیں۔ برکات وسہولتوں کے دروازے بند ہونے کے بعد اس پر جو کھلے ہیں ان کے شکریہ سے تو وہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ آخر اس سے زیادہ اور کیا چاہا جاتا ہے کہ عورت جب ماں ہو تو مرد کی جنت اسی کے قدم کے نیچے سمٹ کر آجاتی ہے اور بیوی کا مقام جب حاصل ہو تو سب سے زیادہ خیر و بہتر ہونے کی سند ان ہی مردوں کو دی گئی ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو۔ تم سب میں وہی بہتر ہے جو اپنے آپ کو اپنی بیوی کے لئے بہتر ثابت کرے اور بیٹی بن کر عورت جب سامنے آئے تو بہنوں! تم ان نمونوں کو دیکھ چکیں جو سارے جہاں کے سب سے بڑے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے ساتھ کر کے دکھایا۔ بیٹی ہی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پدران محبت و شفقت کا سب سے بڑا حصہ عطا کیا۔ بیٹی ہی کے ذریعے دنیا میں رسول العالمین کی عترت پھیلی۔ جس سے نہ قرآن الگ ہوگا نہ عترت طیبہ وطاہرہ قرآن سے الگ ہوگی۔ خالق کے بعد بیٹی کا دھیان سفر سے واپسی کے بعد، دنیا کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو آیا کرتا تھا۔ بہنوں! سچ کہو، کون سی بات رہ گئی جس سے اسلام نے عورتوں کی نازک ولطیف جنس کو سرفراز نہیں فرمایا۔

آہ! غریب بچیاں ❁ بچیوں کی ذات جیسی موہنی ہوتی ہے ان کی زندگی جیسی نرم و نازک ہوتی ہے اور ان غریبوں کی پوزیشن جتنی کمزور ہوتی ہے اس سے ہر باپ خوب خوب واقف ہوتا ہے۔ اگر ان کو بیاہنے کے بعد ان کے نئے گھر کی طرف سے اور ان کے آدمیوں کی طرف سے اطمینان ہوا جب بھی پہلی رخصتی تو خیر اکیلے ماں باپ ہی کو نہیں، کنبہ اور خاندان کے مردوں عورتوں سب کو رُلاتی ہے۔ حتیٰ کہ اغیار بھی جو رقیق القلب ہوتے ہیں رونے لگتے ہیں۔ لیکن ماں باپ کے لئے ان کی ہر رخصتی اپنے ساتھ آنسوؤں کی فراوانی ضرور لاتی ہے اور اگر کہیں خدانخواستہ بیاہ چکنے کے بعد برے گھر اور برے آدمیوں سے پالا پڑا تو ماں باپ کے لئے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام، ہر وقت کوفت رہتی ہے اور ساری زندگی روتے ہی گزارتے ہیں اور جب تک ماں باپ منوں مٹی کے نیچے دفن نہیں ہو جاتے ان کا جلاپا ختم نہیں ہوتا۔

دُعا ❁ چار چار بچیوں کے باپ کے روئیں روئیں سے آنسوؤں کے ساتھ یہ دعا نکلتی ہے کہ اے اللہ! تو ہی

ہر چیز پر قادر ہے۔ میری بچی کے نئے گھر کو اس کے لئے باغ و بہار بنا دے اور اس کا شوہر بالخصوص اس کے لئے شریف وسعید اور وفادار بن جائے۔

تخیل دل کی رقت ﴾ ایک لڑکی کی رخصتی کا وقت آیا اور خاندان کی بیبیاں لڑکی کے والد کی کوٹھی پر آنے لگیں اور رخصتی کی دھوم مچی تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ نہ زمین وہ زمین ہے اور نہ آسمان وہ آسمان ہے۔ کوٹھی جس میں میں فروکش تھا، اس کے در و دیوار پر حسرت برس رہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہاں کا ذرہ ذرہ متاثر ہے اور صحن کے پھول پودے تک جن کو یہ بچی پانی دیتی تھی، اس گھر کی پالی ہوئی بچی کو الوداع کہتے ہوئے اشکبار ہیں۔ میں خود لیٹا ہوا رو رہا تھا اور خود بخود لڑکی کی ماں کو عالم خیال میں مخاطب کر کے اس سے عہد و پیاں کر رہا تھا، کہ اے بہن! تو ملول و مغموم نہ ہو لڑکے کی ماں تیری بچی کو تجھ سے زیادہ عزیز رکھے گی۔ ماں باپ ہمیشہ بچوں پر شفیق ہوتے ہیں۔

دُعا...... ازدواجی زندگی نعمت الٰہی ہے ﴾ اے اللہ! تو ہر بچی کو ایسا ہر دلعزیز بنا دے کہ اس کی ہر ادا، اس کے نئے گھر کے ہر بسنے والے کے لیے محبوب ہو جائے اور شوہر اپنی رفیقہ حیات سے اس طرح راضی ہو، جس طرح ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہماری جدۂ ماجدہ حضرت حوا علیہ السلام سے راضی تھے اور دُنیا میں اتر کر انہوں نے ان کی مفارقت میں اپنی تنہائیوں پر آنسوؤں کی نہریں بہا دیں۔ آخر عرفات کے میدان میں رحمت نامی پہاڑ کے دامن میں رفیقۂ حیات اللہ کی رحمت بن کر نظر آئیں اور باہمی عرف و معرفت نے اس وادی ریگزار کا نام ہی عرفات رکھ دیا اور باہمی ملاقات نے یکجائی کی اس وادی کا نام ہی مزدلفہ ٹھہرایا اور اس ملاقات کی نعمت گاہ کو ذکر الٰہی کا مشعر الحرام بنا دیا اور نوع بشر کی یہ محترم جدہ جس قطعہ زمین کا پیوند ہوئیں وہ قطعہ اراضی ہی موسوم 'جدہ' ہو گیا۔ رفیقۂ حیات ایسی نعمت ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے سکون دل کا مرکز ٹھہرایا۔ سچ ہے:

زہے نصیب جو دُنیا بشر کو جنت ہو زہے نصیب جو ساتھ نیک بی بی کا ہو

یا اللہ! بیوی کے جسم و جان میں شوہر کو یہی نعمت سکون و اطمینان حاصل ہو اور دونوں کی زندگیاں ایسی ہی شیر و شکر ہوں جیسی تمام نیک بندوں اور تمام بلند مرتبت نبیوں کے سردار محبوب و مولائے کل سید الرسل پیشوائے سبل جناب رسول خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے ساتھ ہماری بزرگ و برتر

مائیں امہات المومنین رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی شیفتگی اور شیرینی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ آمین! ثم آمین!

تصور کی کرشمہ سازیاں ✧ حال یہ ہے کہ باپ اپنے شہر میں ہے، لیکن اس کی روح اور اس کی آنکھیں اشکبار لڑکی کے سسرال کے گھر پر ہیں۔ بچی بھی اپنے لباس عروسی میں محو اشکبار ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ماں کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہے۔

محبت کے آنسو ✧ اے خوش نصیب بیٹی! تیری آنکھوں سے جو آنسو جاری ہیں یہ محبت کے آنسو ہیں۔ اس لیے میں جذبات کے امنڈتے دریا میں بند نہیں لگاتا اور تجھے رونے سے منع نہیں کرتا۔ جی بھر کے رولے، لیکن دل ہی دل میں اللہ کی شکر گزار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو ایک نازک ترین فریضہ سے باحسن وجوہ سبکدوش کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تیرے شوہر کو تیرے لیے مبارک کرے اور تجھ کو شوہر کے لیے مبارک کرے۔ آمین!

مسرت کا رونا' ہے ہنسنے سے بہتر ✧ اسی طرح تیری ماں کا رونا، تیرے باپ کا آنسو بہانا، وہ مبارک رونا ہے جو مامتا جیسی دولت کا حاصل ہے۔ یہ دولت دراصل اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا ایک پسندیدہ طریق ہے اور یہ آنسو اپنی قیمت میں لال و گہر سے خوشتر ہیں۔ یہ مسرت کے آنسو ہیں۔ مسرت اس بات کی کہ اپنی عزیز بیٹی کو خوشی کے ساتھ اور دل کے اطمینان کی جگہ بیاہنے کے قابل ہوئے۔

ماں باپ کی حسرت ✧ اے خوش نصیب بیٹی! تیرے والدین کے قلوب ضرور ملول ہیں کہ ان کی بچی نے ان کے گھر کے صرف چند ہی روکھے پھیکے لقمے کھائے اور وہ کماحقہ اپنی بچی کی دلدہی و دلجوئی نہ کر سکے۔ بچپن کا یہ سہانا زمانہ بہت جلد گزرا اور تیری رخصتی کا یہ لمحہ اس قدر جلد آ پہنچا۔ ان کو حسرت ہے کہ کاش انہوں نے تجھ کو طرح طرح کی نعمتیں کھلائی ہوتیں اور تجھ سے گھر کا کوئی کام نہ لیا ہوتا اور اب یہ تمنا ہے کہ تو ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے اور تجھ کو راحت و عافیت میسر رہے۔ آمین! ثم آمین!

تخیل نئی دُنیا کا نظارہ ✧ اے خوش نصیب بیٹی! مجھے ایک لڑکی کی ایک بات جب یاد آتی ہے، تو دل ایک خاص انداز سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک آدمی کے بیٹے کا نام سخی اسحاق ہے، جس لڑکی سے اس کی شادی ہوئی، اس کا نام روزینہ ناز۔ باپ کا نام خوشحال تھا۔ وہ لڑکی شادی سے پہلے جب اپنے بھائیوں کو خط ارسال کرتی تو اپنے نام کے ساتھ روزینہ خوشحال والد کا نام لکھا کرتی تھی۔ مگر جب اس کی شادی ہوگئی تو

اس نے پہلا خط جو اپنے سسرال بھیجا تو اس میں اپنے نام کے ساتھ اپنے والد کے نام کی بجائے روزینہ اسحاق لکھا۔ جس کو پڑھ کر میری آنکھوں کے سامنے ایک نئی دنیا کا نظارہ قائم ہو گیا۔ اللہ اکبر! کسی بچی کی شادی وہ چیز ہے کہ جو اس کو یکبارگی ایک عالم سے جدا کر کے دوسرے عالم سے جوڑ دیتی ہے۔ زندگی کا یہ تغیر نہایت سبق آموز ہے یہی قدرت کا اشارہ ہے اور اسی تغیر میں ہر بچی کے لئے دونوں جہانوں کی صلاح وفلاح مضمر ہے۔

لڑکی کے باپ کا دل تو دیکھو ہر باپ ہر بیٹی کو یہی نصیحت کرتا ہے کہ بس تمہاری لیاقت وسعادت و شرافت اور عقلمندی کا ثبوت یہی ہو گا کہ تم جس طرح بن پڑے اپنے شوہر اور شوہر کے چھوٹے بڑے عزیزوں کو اپنے سے خوش رکھو۔ یہ تمہارے لئے کلید راحت اور مفتاح عافیت ہو گی۔

سسرال میں پہنچیں تو وہاں اک دوسرا دیکھا جہاں　　جا پہنچیں گویا دیس سے پردیس میں یک بار کہاں

باپ کی نصیحت بیٹی میں بڑے درد کے ساتھ ایک نازک بات کہتا ہوں اس کو خوب سمجھو! دیکھو عورت ذات بمقابلہ مرد کے کمزور اور نازک ہوتی ہے۔ عقل وانصاف کا یہ فیصلہ ضرور ہے کہ اگر بہو بیٹی کے مقابلہ میں شوہر اور خسر کی کوئی بات ہو تو اس میں بیچاری بہو کو رعایت کا الاؤنس دیا جائے۔ لیکن میں تم کو اس خطرے سے آگاہ کرتا ہوں تم ایسا موقع کبھی آنے ہی نہ دینا ورنہ موقع آنے پر یاد رکھو کہ دنیا تمہیں کوئی الاؤنس نہ دے گی بلکہ ایسے موقع پر ہوتا یہ ہے کہ شوہر کی کجروی کا الزام بھی بہو کے ماتھے پر چپکا دیا جاتا ہے۔ اکیلی بہو سارے جرموں اور تمام شرارتوں کی واحد ذمہ دار ٹھہرائی جاتی ہے۔ اس خطرناک گھڑی سے پہلے ہی سے آگاہ رہ کر ایسا روّیہ اختیار کرنا کہ تم اس مرحلہ میں نہ الجھ جاؤ ورنہ اس الجھاؤ کی گتھیاں ماں باپ جس قدر سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اتنی ہی زیادہ گرہیں پڑتی جاتی ہیں اور باپ اپنی بیٹی کا جتنا ساتھ دیتا ہے اپنی بیٹی کو دوسروں کی نظر میں اتنا ہی زیادہ مکروہ بتاتا جاتا ہے۔ کیسا عبرتناک وہ وقت ہوتا ہے جب باپ اپنی بیٹی کی مدد نہیں کر سکتا اور دو خاندانوں میں منافرت اور رنجش کا دھواں بھر جاتا ہے۔

شریف سسرال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کچھ بھلے لوگ ضرور ایسے شریف ہوتے ہیں جو بہو کی ہر طرح دلجوئی اور رعایت کرتے ہیں اور کچھ شوہر بھی ایسے شائستہ اور فرشتہ خصلت ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ عمر بھر شرافت ومحبت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ بیوی کی طرف سے کوئی بات نادانی کی ہو جائے تو

درگزر کرتے ہیں۔ اللہ کرے ہر شوہر ایسے ہی شائستہ اور فرشتہ خصلت ثابت ہو۔ اتنی بات اور یاد رکھو کہ شوہر کو شائستہ خصلت بنانے میں لائق اور سعادتمند بیوی کے برتاؤ کا بہت بڑا دخل ہے۔ لہٰذا اپنی ذمہ داری کو بھول جانا بڑی ناعاقبت اندیشی کی بات ہے۔ اللہ پاک ہر مرد اور عورت کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہترین زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بھائیوں، بزرگوں اور ماؤں بہنوں کی دُعاؤں کا محتاج مسکین غریب الوطن خواجہ محمد اسلام

بچہ کی دُنیا میں آمد

بچہ جب عالم غیب سے یکا یک دُنیا میں قدم رکھتا ہے تو ایک ایسے آئینے کی طرح ہوتا ہے جس کی سطح بالکل صاف اور ہر قسم کے اثرات قبول کرنے پر آمادہ ہوتی ہے۔ نہ کسی کا عکس اُس میں نظر آتا ہے اور نہ کسی کی تصویر اُس پر منقش ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں جس قسم کا عکس اُس پر ڈالا جاتا ہے ہمیشہ کے لیے قائم ہو جاتا ہے۔ اگر خوشنما نقش ونگار سے اُس کی سطح مزین کی گئی تو ہمیشہ کے لیے یہ آئینہ خوبصورت ہو گیا۔ اگر بدقسمتی سے کسی ناواقف اور جاہل نے ٹیڑھی سیدھی لکیریں کھینچ دیں تو ہمیشہ کے لیے بدنما ہو گیا۔ اُس کی صاف وشفاف سطح سیاہ وسفید سے محض بے خبر ہوتی ہے، اس لیے اُس کو کسی رنگ کے قبول کرنے میں انکار نہیں ہوتا اور جس مصور کے ہاتھ قدرت نے اُسے سپرد کر دیا ہے اُس کی ہر رائے کے آگے سر تسلیم جھکا دیتی ہے۔ یہی حال اُس تازہ وارد مسافر کا ہوتا ہے جس کے لیے دنیا اور دنیا کی ہر بات بالکل نئی ہوتی ہے۔ اُس کے کان جس طرح فضائل انسانی سے ناآشنا ہوتے ہیں اسی طرح رزائل انسانی سے بے خبر ہوتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ رحم کیا چیز ہے اور ظلم کس کو کہتے ہیں۔ نہ اُس کو اِس کی خبر ہوتی ہے کہ علم انسانی خوبیوں کا سرچشمہ ہے اور جہل تمام برائیوں کا مخزن ہے۔ اُس کا سادہ ذہن آئینہ کی طرح ہر قسم کے نقش ونگار سے خالی ہوتا ہے، مگر ہر اثر کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایسی حالت میں اُس کی شفیق ماں اُس کی فطری مصور ہوتی ہے جس کی توجہ اور تربیت یا تو اخلاقی محاسن کا نقش اُس کے دماغ پر نقش کالحجر کر دیتی ہے یا تمام رذائل انسانی کا عادی بنا کر نہ صرف اُس کی بلکہ سوسائٹی کے ہر فرد کی زندگی ہمیشہ کے لیے تلخ کر دیتی ہے۔ اِسی زمانہ میں وہ اثرات انسان کی طبیعت ثانیہ ہو جاتے ہیں جن کو نہ اعلیٰ

تعلیم کا اثر زائل کرسکتا ہے نہ ساری عمر کی جدوجہد و کوشش کھو سکتی ہے۔ قوموں کی ترقی کا بڑا راز تاریخ بتلاتی ہے کہ قومی افراد کی یہی ابتدائی تربیت ہے جو انسان اپنی زندگی کے ابتدائی حصہ میں صرف ماں کی کوشش اور توجہ سے حاصل کرسکتا ہے۔

رہنمائی حاصل کرنے کے لیے خواجہ محمد اسلام کی مرتب شدہ مطبوعات: قصص الانبیاء، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، انسانی زیور، جنت کا منظر، حج کا منظر، محبوب کے حسن و جمال کا منظر، حسن پرستوں کے انجام کا منظر، نماز کا منظر، اسلام کا منظر، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اعمالِ قرآنی، حصن حصین، محسنۂ کائنات ماں ہے، کتاب نئی زندگی، اللہ میری توبہ، دیگر سبق آموز کتابیں: فضائل اعمال، فضائل صدقات مع فضائل حج حیات الصحابہؓ، بہشتی زیور، ریاض الصالحین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

نوزائیدہ بچہ

اے کہ اپنے ساتھ گھر بھر کی خوشی لایا ہے تو
کس وطن کی یاد میں روتا ہوا آیا ہے تو
کیا کوئی زریں جزیرہ چھوڑ کر آیا ہے تو
گلشن فردوس سے منہ موڑ کر آیا ہے تو
یاد کچھ ایسے ہی تو آتے ہیں نظارے تجھے
اجنبی سے اس جہاں کے نقش ہیں سارے تجھے
کس لیے حیرت سے یوں ہر اک کا منہ تکتا ہے تو
کچھ تو کہنا چاہتا ہے کہہ نہیں سکتا ہے تو
ہم کو بھی معلوم ہے تو ہے مسافر دُور کا
مطلقاً اس دیس کی بولی سے ہے ناآشنا
ہاں بتا وہ سرزمین عافیت تھی کون سی
بستی ہے دل میں تیرے دلکش وہ بستی کون سی
روشنی ہوتی ہے کیسی چاند سورج کی وہاں
تیرے چہرے پر ہویدا ہیں ابھی جس کے نشاں
کس چمن کا گل ہے تو کس عرش کا تارا ہے تو
کس قدر ہے پاک و روشن کس قدر پیارا ہے تو
ہے دعا اللہ تجھے عالم و عامل کرے
ہر بلا کو حل کرے آسان ہر منزل کرے
تو وفادارِ مدینہ بن کے دنیا میں رہے
خدمت مادر پدر سے راحت عقبیٰ ملے
تو بڑا ہو تیری شادی میں ہوں اے فیضان ہم سب شریک
حور سی دُلہن ملے دونوں کو جنت ہو نصیب

لڑکی ہے ایک نعمت

اے کامیاب انسان اے خوش خطاب انساں
کیوں رنج سے ہے نالاں غم سے نہ ہو پریشاں
لڑکی اللہ نے دی ہے یہ نورِ زندگی ہے
قدرت کا نور یہ ہے دل کا سرور یہ ہے
عنوانِ زندگی ہے ہنس ہنس کے کہہ رہی ہے
فردوس کی کلی ہوں خوشبو میں بس گئی ہوں
جنت سے آ رہی ہوں پہچان لو وہی ہوں
جس کو رسول اکرم ﷺ کرتے تھے پیار ہر دم
اُن کو بھی اللہ نے لڑکی ہی پہلے دی تھی
ایسی کہ جس کے دم سے دنیا میں روشنی تھی
شکر اللہ کا ادا کر سجدہ میں سر جھکا کر
لڑکی ہے ایک نعمت لڑکی ہے عنایت قدرت
اللہ کا عطیہ، اللہ کی عنایت ہے نورِ عین لڑکی اور دل کا چین لڑکی
آغوش میں اُٹھالے معصوم کی دُعا لے
لڑکا ہو یا کہ لڑکی یہ دَین ہے اللہ کی
تعلیم بھی اُسے دے کر تربیت بھی اُس کی
اُس کو سکھا سلیقے آداب زندگی کے
یہ ہے گھروں کی ملکہ ہر گھر کا اُجالا
اس سے خفا نہ ہونا
اے کامیاب انساں اے خوش خطاب انساں
اس سے خفا نہ ہونا

والدہ

والدہ شفقت کی دیوی، والدہ اُلفت کی جاں
بہر طفلاں جنت فردوس زیر آسماں

بستی انسان کی شام و سحر وہ پاسباں
جذبہ ایثار و قربانی کی رنگین داستاں

بے زباں بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھئے معصوم سے اِک بے بدل نعمت ہے یہ

والدہ از آفرینش تا قیامت با وفا
کشتی معصوم کی سمجھو اِسے تم ناخدا

اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء و اتقیا
محسنۂ انبیاء ، مخدومۂ اہل صفا

سورۂ یوسف اگر اک نالہ یعقوب ہے
چاہِ زمزم ، والدہ کے عشق سے منسوب ہے

کون چھاتی سے لگاتا تھا مجھے شام و سحر؟
کس کی آٹھوں پہر رہتی تھی فقط مجھ پر نظر؟

زندگی مری ہے یہ کس کی دعاؤں کا اثر؟
کون کہتی تھی مجھے لخت جگر نورِ بصر؟

والدہ! تیری عنایت کا یہ دِل ممنون ہے
بلکہ میرے جسم کا ہر رونگٹا مرہون ہے

عشق کی دنیا تیرے اخلاص سے آباد ہے
تیرا دل حرص و ہوا سے کلیتہً آزاد ہے

کیا تیرا ننھا ہی تیری گود میں دل شاد ہے؟
تیری شفقت تو بڑھاپے میں بھی مجھ کو یاد ہے

جنت فردوس تھا ، پہلو ترا میرے لیے
میں بھی تھا، خواہ کچھ بھی ہوں رشک قمر تیرے لیے

پوچھئے آ کر یتیموں سے کہ کیا دولت تھی تو
اپنے بچوں کے لیے تو سر تا پا رحمت تھی تو

گرچہ کٹیا میں تھی ، پر اُن کے لیے جنت تھی تو
فاقہ مستی میں بھی اُن کے واسطے نعمت تھی تو

بن ترے اُن کا جہاں برباد ہے برباد ہے
ترا یکسالہ بھی فرقت میں تیری ناشاد ہے

والدہ ننھے کے حق میں رحمت پروردگار
دیکھ کر بیمار اُس کو ، ہو رہی ہے سوگوار

کوئی بلبل ہے ، کہ لیتی ہے بلائیں بار بار
کوئی دیوانی ہے ، رہتی ہے جو ہر دم اشکبار

اُس کے سر کے درد کی خاطر اپنے سر کو جدا کر دے ابھی
اس کے بس میں ہو تو جاں تک بھی فدا کر دے ابھی

بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کے لیے بیوی کی مصیبت میں اظہار وفاداری

شوہر کا یہ بھی اخلاقی فرض ہے کہ بیوی کے ساتھ وفاداری اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے۔ اگر حوادث زمانہ کی وجہ سے عورت پر کوئی ناگہانی مصیبت آجائے تو محبت اور لطف وکرم میں کمی نہ کرے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اخلاق و مروّت سے پیش آئے، بیمار پڑ جائے تو علاج کرائے، کوئی دوسری مصیبت آئے اس کے دفعیہ کی سعی کرے۔ اگر کسی بیماری کی وجہ سے اُس کی شکل وصورت میں فرق آجائے تو عورت کو بدصورت دیکھ کر بے مروّتی اور بداخلاقی کا برتاؤ نہ کرے بلکہ اُس کی دلدہی اور دلجوئی کرے۔ مرد اگر ایسا نہ کرے گا تو اُس کا دل ٹوٹ جائے گا، اُس کی مسرت حزن وملال میں تبدیل ہوجائے گی اور عورت مرد کی بے وفائی پر گھٹ گھٹ کر جان دے دے گی۔ ٹھنڈے دل سے سوچنے کی بات ہے کل ایک حسین ودلفریب عورت کو شادی کر کے لائے، اُس پر اپنی جان نثار کی اور بلائیں لیں اور اُس کی خوشنودی کے لیے بازار چھان ڈالا اور قیمتی زیور اور کپڑے لا کر دیئے، سب کی ناراضگی برداشت کی۔ اتفاق کی بات وہی بیمار ہوئی اور آج اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چیچک نے اُس کی صورت بگاڑ دی یا آنکھوں کی بینائی چھین لی۔ آئینہ دیکھتی ہے تو اُس کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آتے ہیں کہ یہ کیا سے کیا بن گئی اور اگر اندھی ہو گئی ہے تب تو ساری دنیا ہی اندھیری ہے۔ بے چاری عورت ان مصیبتوں کی تاب نہ لا کر دن رات روتی ہے۔ اُس پر ظلم یہ ہوا کہ شوہر کی آنکھیں پھر گئیں، بات بات پر غریب جھڑکی جارہی ہے، اُس کو گھر سے نکال دینے کی دھمکی دی جارہی ہے اور بے قصور کو ٹھوکر لگائی جارہی ہے۔ یہ بساطِ محبت کیوں اُلٹ گئی اور بہار خزاں میں کیوں تبدیل ہوگئی؟ کیونکہ حسن وجمال جاتا رہا اور وہ بھی قدرتی مرض سے۔ للہ! سوچا جائے انسانیت کا یہی تقاضا ہے، محبت کا یہ انجام ہے۔ اخلاق کی عدالت کا یہی فیصلہ ہے، پھر یہ بھی پیش نظر رکھنے کی سعی کی جائے کہ غریب وبے کس عورت کی دل سوزیوں کا وبال کس کے سر ہوگا۔ اُس کے گرم گرم آنسو جو آنکھوں سے جاری ہوں گے کیا رنگ لائیں گے؟ یقین کیا جائے اسلام ایسی بے مروّتی اور کج خلقی کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ ایسی سنگدلی کو برداشت نہیں کرتا بلکہ اعلان کرتا ہے:

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر　　　نہ ہو درد کی چوٹ جس کے پہلو پر

کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر   نہ ہو رنج و احساس اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر   خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں: ''تیری وہ لڑکی (اس کا محل) ہے جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آ گئی ہو اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا وہ بہترین صدقہ ہے)۔'' لوٹ کر آ جانے سے مراد یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا، اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا یا خاوند نے طلاق دے دی یا کوئی اور عارضہ ایسا پیش آ گیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی پھر باپ کے ذمہ ہو گئی تو اُس کی خبر گیری، اس پر خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے اور اس کا افضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میں ایک صدقہ ہے دوسرے مصیبت زدہ کی امداد ہے۔ تیسرے صلہ رحمی ہے۔ چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے۔ پانچویں غمزدہ کی دلداری ہے کہ اولاد کا ابتداء میں والدین کے ذمہ ہونا رنج کی بجائے خوشی کا سبب ہوتا ہے لیکن اس کا اپنا گھر ہو جانے کے بعد اپنا ٹھکانا بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمہ ہو جانا زیادہ رنج کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے، اس کے لیے تہتر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک میں اس کے تمام اُمور کی اصلاح اور درستی ہے اور باہتر (۷۲) درجے اس کے لیے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔

قصہ میاں بیوی کی خوبصورت لڑائی کا

اگلے زمانے میں ایک خلیفہ تھا جس نے حاتم کو بھی اپنی سخاوت کے آگے بھکاری بنا دیا تھا اور دُنیا میں اپنی داد و دہش اور فیض عام سے حاجت مندی اور ناداری کی جڑ اکھیڑ دی تھی۔ مشرق سے مغرب تک اُس کی بخشش کا چرچا ہو گیا۔ ایسے بادشاہ کریم کے زمانے کی ایک داستان سنو۔ ایک رات اعرابی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہم ہر قسم کی محتاجی اور تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ سارا عالم خوش ہے اور ہم ناخوش۔ روٹی کھانے کو میسر نہیں۔ ہمارا کھانا پینا تو درد اور آنسو ہیں۔ ہمارا لباس دن کی دھوپ ہے اور سوتے وقت رات ہماری توشک ہے اور چاندنی لحاف ہے۔ چاند کے ہالے کو گول چپاتی سمجھ کر ہمارا

ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھ جاتا ہے۔ ہمارے فقر و فاقہ سے فقیروں کو بھی شرم آتی ہے۔ ہمارے دن رات روٹی کی فکر میں گزرتے ہیں۔ جیسے سامری آدمیوں کی صحبت اور آبادی سے وحشت کرتا تھا اِسی طرح اپنے بیگانے ہم سے دور بھاگتے ہیں۔ میاں نے کہا: یہ شکایتیں کب تک کیے جائے گی۔ ہماری عمر ہی ایسی کیا زیادہ رہ گئی ہے۔ بہت بڑا حصہ گزر چکا۔ عقل مند آدمی مفلسی اور فارغ البالی کو خاطر میں نہیں لاتا کیونکہ دونوں حالتیں پانی کی موج ہیں، آئیں اور گزر گئیں۔ موجِ دریا چاہے ہلکی ہو چاہے تیز جب کسی دم اُسے قرار ہی نہیں تو پھر اُس کا ذکر ہی کیا؟ جو بہت عیش و آرام سے جیتا ہے وہ بہت بُری طرح مرتا ہے۔ تُو تو میری بیوی ہے۔ بیوی کو اپنے شوہر کا ہم خیال ہونا چاہیے تاکہ آپس کے اتفاق سے سب کام ٹھیک ہوں۔ جوتی کا جوڑا باہم ایک سا ہی مناسب ہوتا ہے۔ اگر جوتے اور موزے کا جوڑا پہننے کے لیے بنایا جائے تو کیسا بدزیب ہوگا۔ میں تو دل مضبوط کیے قناعت کی طرف جا رہا ہوں، تُو حرص و ہوس کی طرف کیوں جا رہی ہے؟ وہ مرد قانع خلوص اور ہمدردی سے اس قسم کی نصیحتیں بیوی کو دیتا رہا۔ بیوی نے جھلا کر ڈانٹا کہ او بے غیرتی کے دین دار میں آئندہ تیری باتوں میں نہ آؤں گی۔ خالی خولی نعرے اور پند و نصیحت کی بکواس مت کر۔ تُو نے کب قناعت سے جان روشن کی، تُو نے تو قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے۔ تُو اللہ کا نام بیچ میں ڈال کر مجھے چکمہ دیتا ہے تاکہ (جب میں شکوہ کروں) تو مجھے گستاخی اور فساد کے الزام میں بدنام کرے۔ تیری نصیحت نے مجھے لاجواب نہیں کیا۔ ہاں نام حق نے مجھے بند کر دیا۔ مگر تف ہے تجھ پر کہ تُو نے نام حق کو چڑی مار کا پھندا بنا دیا۔ نام حق ہی میرا بدلہ تجھ سے لے گا۔ میں نے تو جان و تن نام حق کے حوالے کر دیا تاکہ میرے زخموں کی چڑچڑاہٹ تیری رگ و جان تک پہنچائے یا تجھ کو بھی میری طرح قیدی (عورت) بنا دے۔

عورت نے اس قسم کی صلواتوں کے دفتر شوہر کو سُنا دیئے۔ مرد عورت کے طعنے چپ چاپ سنتا رہا۔ اس کے بعد دیکھو تو جواب کیا دیتا ہے؟ مرد نے کہا کہ اے عورت! تُو میری بیوی ہے کہ بیجا لڑائی جھگڑے اور بدگوئی کو چھوڑ اور اگر نہیں چھوڑتی تو مجھے چھوڑ۔ میرے کچے پھوڑوں پر ڈنک نہ مار اور میری بے خود جان پر زخم نہ لگا۔ اگر تُو زبان بند کرے تو خیر! ورنہ یاد رکھنا میں ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا۔ تنگ جوتا پہننے سے ننگے پاؤں پھرنا بہتر ہے۔ ہر وقت کی خانہ جنگی سے سفر کی مصیبت جھیلنی اچھی۔ دیکھا

معاملہ ہاتھ سے جا رہا ہے تو جھٹ سے رونے لگی۔ ظاہر کے کہ رونا عورت کا زبردست جال ہے۔ پھر عاجزی سے کہنے لگی: میاں! میں تیری بیوی نہیں تیرے پاؤں کی خاک ہوں۔ میں تجھے ایسا نہیں سمجھتی تھی بلکہ مجھے تو تجھ سے دوسری ہی اُمید تھی۔ جسم و جان اور جو کچھ بھی میں ہوں سب کا تُو ہی مالک ہے اور تُو ہی میرا فرماں روا ہے۔ اگر فقر و فاقے کی وجہ سے میرا دل مقام صبر سے ہٹا بھی ہے تو یہ اپنے لیے نہیں بلکہ تیرے لیے ہے۔ تُو میری سب مصیبتوں اور بیماریوں کی دوا بنا رہا ہے، اس لیے میرا جی نہیں چاہتا کہ تُو بے سروسامان رہے۔ تیری جان کی قسم یہ شکوہ و شکایت اپنے لیے نہیں بلکہ یہ آہ اور واویلا تیرے لیے ہے۔ تُو جدائی کی باتیں جو کرتا ہے یہ ٹھیک نہیں۔ جو چاہے' کر مگر یہ نہ کر۔ (خواجہ محمد اسلام کا مشورہ قبول کرو تم بھی اسی طرح منایا کرو۔) اس طرح کی باتیں کہتی رہی اور روتے روتے اوندھے منہ گر پڑی۔ اس بارش میں سے ایک بجلی چمکی اور مرد کے دل پر اُس کی ایک چنگاری جھڑی۔ مرد اپنی گفتگو کی پشیمانی سے ایسا دردمند ہُوا جیسے مرتا ہُوا کوتوال اپنے سابقہ ظلم کی یاد سے۔ جی میں کہنے لگا کہ جب اپنی جان کا میں شوہر ہوں تو اپنی جان کو میں نے لاتیں کیوں ماریں۔ پھر اُس سے کہا: اے عورت! میں اپنے کہے پر پشیمان ہوں۔ اگر پہلے میں کافر تھا تو اب مسلمان ہوتا ہوں۔ میں تیرا گناہ گار ہوں۔ میری معذرت قبول کر۔ تیری مخالفت سے باز آیا۔ اب تجھے اختیار ہے تیغ میان سے نکال، جو کچھ تُو کہے گی وہی بجالاؤں گا۔ بدی نیکی غرض جو کچھ نتیجہ نکلے اُس پر توجہ نہ کروں گا۔ میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا کیونکہ میں محبّ ہوں اور محبت اندھی اور بہری ہوتی ہے۔ عورت نے کہا یہ عہد تُو نیکی کے ساتھ کر رہا ہے یا ایک حیلہ نکال کر میرے دل کا بھید لے رہا ہے؟ مرد نے کہا: اُس اللہ کی قسم جو تمام بھیدوں کا جاننے والا ہے جس نے خاک سے آدم جیسے پاک نبی کو پیدا کیا اگر تیرے پاس میری یہ درخواست تیرا امتحان کرنے کی غرض سے ہے تو ذرا اس امتحان کو بھی آزما کر دیکھ۔ عورت نے کہا: دیکھ آفتاب چمک رہا ہے اور ایک عالم اُس سے روشن ہے۔ اللہ کا خلیفہ اور رحمٰن کا نائب جس سے شہر بغداد باغ و بہار بنا ہوا ہے۔ اگر تُو اُس بادشاہ سے ملے تو خود بھی بادشاہ ہو جائے، اقبال مندوں کی دوستی بجائے خود کیمیا ہے بلکہ اُن کی ادنیٰ سی توجہ کے آگے کیمیا بھی کیا چیز ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑ گئی۔ وہ ایک تصدیق میں صدیق بن گئے۔ مرد نے کہا کہ بھلا میں بادشاہ کی نظر میں کیسے آ سکتا ہوں۔ کسی بہانے کے بغیر اُدھر کا رُخ بھی نہیں کر سکتا۔

عورت نے کہا کہ ہمارے مشکیزے میں برساتی پانی بھرا رکھا ہے۔ تیری ملک اور سرو سامان جو کچھ ہے یہی ہے۔ اس پانی کے مشکیزے کو اُٹھا کر لے جا اور اس نذر کے ساتھ بادشاہ کے حضور پیش ہو اور عرض کر کہ ہماری جمع پونجی اس کے سوا کچھ اور نہیں۔ بے آب وگیاہ ریگستان میں اس سے بہتر پانی نہیں جڑتا۔ چاہے اُس کا خزانہ موتی اور جواہر سے لبریز ہو لیکن ایسا پانی اُس کے خزانے میں نایاب چیز ہے۔ مرد نے کہا اچھی بات ہے۔ مشکیزے کا منہ بند کر۔ دیکھ تو یہ نذرانہ ہمیں کیسا فائدہ پہنچاتا ہے۔ تُو اُس کو نمدے میں سی دے تاکہ بادشاہ اسی سوغات سے روزہ کھولے۔ ایسا پانی دُنیا بھر میں کہیں نہیں یہ تو نتھری ہوئی شراب ہے۔ پس اُس مرد عرب نے مشکیزہ اُٹھایا اور سفر میں دن کو رات اور رات کو دن کر دیا۔ ہر ج مرج کے وقت مشکیزے کی حفاظت کے لیے بے قرار ہو جاتا تھا۔ اِس نگہبانی کے ساتھ بیابان سے شہر میں لایا۔ اُدھر عورت نے جانماز بچھائی اور گڑگڑا کر: اے پروردگار حفاظت کر، اے پروردگار حفاظت کر، کا وظیفہ کرنے لگی۔ عورت کی دُعا اور اپنی محنت وسعی سے آخر وہ عرب، چوروں اور بچوں کے پتھروں سے بچتا بچاتا صحیح سلامت دارالخلافہ تک مشکیزہ لے گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک بارگاہ عالیشان اور نہایت وسیع بنی ہوئی ہے اور اہل غرض اپنے اپنے پھندے بچھائے حاضر ہیں۔ ہر طرف کے دروازوں سے اہل حاجت آتے اور اپنی مراد پاتے ہیں۔ جب اعرابی دُور ودراز بیابان سے اِس بارگاہ تک پہنچا تو نقیب آئے اور مہربانی والتفات کا گلاب اُس کے منہ پر چھڑکنے لگے۔ شاہی نقیب بے کہے اُس کی ضرورت کو سمجھ گئے، اُن کا کام یہ تھا کہ سوال سے پہلے عطا کریں۔ اُن نقیبوں نے پوچھا: اے عرب کے شریف! تُو کہاں سے آرہا ہے؟ اور مصائب وآلام سے کیا حال ہو گیا ہے؟ اُس نے کہا اگر تم مجھے عزت دو تو میں شریف ہوں، اور اگر منہ پھیر لو تو بالکل بے عزت ہوں۔ اے امیرو! تمہارے چہروں پر امارت برستی ہے، تمہارے چہروں کا آب ورنگ کچے سونے سے زیادہ خوش رنگ ہے۔ میں مسافر ہوں، ریگستان سے عادل بادشاہ کے کرم وبخشش کی اُمید پر آیا ہوں۔ اُس کی خوبیوں کی خوشبو بیابانوں تک پہنچی ہے۔ ریت کے ذرّوں تک میں جان آ گئی ہے۔ یہاں تک تو میں اشرفیوں کی خاطر آیا تھا مگر جب یہاں پہنچا تو اُس کے دیدار کے لیے بے قرار ہو گیا۔ میں اِس دروازے پر ایک مادی چیز کی طلب میں آیا تھا، مگر جب اِس دہلیز پر پہنچ گیا تو خود ہی صدر ہو گیا۔ پھر اس مشکیزے کو پیش کر کے کہا کہ یہ ہدیہ حضورِ سلطان میں پہنچاؤ اور بادشاہی

سوالی کو ضرورت و حاجت سے بے نیاز کردو اور عرض کرو کہ یہ میٹھا پانی سوندھی مٹی کے گھڑے کا ہے، جس میں برساتی پانی جمع کیا گیا تھا۔ نقیبوں کو اُس کی اِس تعریف پر ہنسی آنے لگی، لیکن اُنھوں نے جان کی طرح اُس مشکیزے کو اُٹھالیا کیوں کہ بیدار مغز اور نیک دل بادشاہ کی خوبو سب ارکان دولت میں اثر کرگئی تھی۔ جب خلیفہ نے دیکھا اور اُس کا حال سنا تو اس کے مشکیزے کو اشرفیوں سے بھر دیا۔ ایسے انعام و اکرام اور خلعت دیئے کہ وہ عرب بھوک پیاس کو بھول گیا۔ پھر ایک نقیب کو اُس دریائے کرم بادشاہ نے اشارہ کیا کہ یہ اشرفیوں کا بھرا مشکیزہ اِس کے ہاتھ میں دیا جائے اور واپسی میں اِس کو دریائے دجلہ کے راستے روانہ کیا جائے، وہ بڑا طویل راستہ سے آیا ہے اور دجلہ کی راہ سے بہت نزدیک ہوجاتا ہے۔ کشتی میں بیٹھے گا تو ساری اگلی تھکن بھی بھول جائے گا۔ نقیبوں نے یوں ہی کیا، اُس کو اشرفیوں سے بھر کر مشکیزہ دے دیا اور دجلہ پر لے پہنچے۔ جب وہ عرب کشتی میں بیٹھا اور دجلہ دیکھا تو مارے شرم کے اُس کا سر جھک گیا۔ سجدے میں گر کر کہنے لگا: داتا کی دین بھی نرالی ہے اور اُس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اُس نے میرے تلخ پانی کو قبول کرلیا۔ اُس دریائے جود نے میری خراب اور کھوٹی جنس کو بغیر کسی پس وپیش کے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

خواجہ محمد اسلام دُعا کرتا ہے: اے اللہ! تیرے بندے ہم جو تیری عبادت کرتے ہیں تو یہ ہماری عبادت بھی کھوٹے سکے کی مانند ہے، تو اپنے فضل واحسان سے قبول فرمالے، تو سب سے زیادہ کریم ہے۔ (آمین!) موت کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے اور بڑی عبادت بھی۔ یہ مرضِ غفلت کا تریاق بھی ہے اور دنیوی پریشانیوں سے نجات کا علاج بھی۔ یہ آدمی کے لیے تازیانۂ عبرت بھی ہے اور کلیدِ سعادت بھی۔ اُس شخص سے بڑا بدنصیب کون ہوگا جو اپنی موت کو بھول جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح بصیرت عطا فرمائے۔ ہم میں سے ہر شخص زندگی کے مقابلے میں موت سے زیادہ قریب ہے۔ یہ احساس اگر زندہ ہو تو آدمی ہر موت کو اپنی موت سمجھے۔ وہ دوسرے کا جنازہ دیکھے تو اُس کو ایسا معلوم ہو گویا خود اُس کی لاش اُٹھا کر قبر کی طرف لے جائی جارہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے خواجہ محمد اسلام کی کتاب موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا۔

مرد کے لیے نیک عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

اس عہد میں یہی ہے بس داخلِ نکوئی　　مذہب پہ نکتہ چینی ملت کی عیب جوئی
شوقِ عمل نہیں ہے فکر اجل نہیں ہے　　ناصح بنے ہیں اکثر عامل نہیں ہے کوئی

مرد کے لیے اس سے بہتر حالت کیا ہوسکتی ہے کہ اُس کے پہلو میں ایک ایسی ساتھی ہو جو رات دن سفر، حضر، تندرستی، بیماری، رنج وراحت ہر ایک حال میں اُس کی مونس وغمگسار رہے۔ جو عقل وادب کی پتلی ہو۔ اپنے شوہر کی تمام ضرورتوں سے واقف ہو۔ اُس کی پوری مزاج دان، اُس کے گھر کی منتظم، اُس کی صحت کی محافظ، اُس کی عزت کا خیال رکھنے والی، اُس کے کاموں کو جاری کرنے والی، اُسے اُس کے فرائض وحقوق سے مطلع کرنے والی اور اِس بات کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنے والی ہو کہ اگر وہ اپنے شوہر کے فائدہ رسانی کی کوشش کرے گی تو دراصل یہ خود اپنے ہی فائدے کی بات ہے اور اُس کے لیے بھی اور شوہر واولاد کے لیے بھی مفید ہے۔ ''کیا وہ مرد بھی خوش نصیب شمار ہوسکتا ہے جس کے پہلو میں ایسی آرام جاں بیوی نہ ہو، جس نے اپنی زندگی شوہر کی زندگی پر وقف کردی ہو۔ وہ صداقت کی دیوی اور کمال کی مجسم تصویر ہو، تاکہ شوہر اُس پر دل وجان نثار کرے۔ ہر وقت اُس کی خوشنودی کا طالب رہے۔ مقاصد زندگی کے افضل ترین کاموں میں اِس مونس وہمزاد کی مدد حاصل کرے اور اس سے بہتر اخلاق وآداب کا سبق سیکھے۔ ایسی سچی ہمدم جو اُس کے گھر کی رونق، اُس کے دل کی مسرت، اُس کے اوقاتِ فراغت کے لیے مشغلہ، دلچسپی اور اُس کے رنج والم کو دُور کرنے کے لیے شگفتہ پھول کی طرح کارآمد ہو۔'' عورت کی تمام مساعی کے لیے اصلی میدان گھر ہے۔ اُس کے قلب وذہن اور حسن وجمال کی تمام رعنائیاں اِس لیے ہیں تاکہ تیرہ دروں، گھروں میں اُس کی وجہ سے روشنی پیدا ہو، یہ رونق کاشانہ ہو۔ شمع محفل نہ ہو۔ تاریخ کے اوراق آپ کے سامنے ہیں۔ جب کبھی یہ دہلیز امن وسکون سے باہر نکلی ہے اور زندگی کی پرشور وادیوں میں اِس نے قدم رکھا ہے، مرد کے مصائب میں اضافہ ہی ہوا ہے، بلکہ تباہی وبربادی کے تمام واقعات میں بالکل صاف طور پر آپ کو یہ نظر آئے گا کہ اِس میں عورت کا حسین ہاتھ کار فرما ہے۔ کتنے بڑے بڑے تمدن محض اس وجہ سے مٹے ہیں کہ اِس میں زندگی کے اُن دو انسانوں میں

ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی یعنی رزم و بزم کی سرحدوں کو ملا دیا گیا۔ وہ عورت جو اس لیے پیدا کی گئی تھی کہ ماں بنے اور امومت کے شرف سے بہرہ ور ہو، اُس کو ہوس کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ اِس صورت حال کو موجودہ دور کا پڑھا لکھا مگر بے وقوف انسان جس قدر جلد محسوس کرے یہ اس کے لیے بہتر ہے ورنہ فطرت اپنا فرض پورا کرے گی اور ایسے تمدن کو تہہ و بالا کر دے گی جس کی بنیاد فطرت پر نہیں بلکہ ادنیٰ درجے کی خواہشوں کی تکمیل پر قائم ہے۔ قدیم ''وحشت'' اور ''حیوانی حالت'' کا شوق ہے تو چھوڑ دو ''مدنیت'' کو یا دوسرے لفظوں میں ترک کر دو انسانیت کو اور پھر عورت کو اِس ''وحشت'' کے میدان کی سیر کرا دو، جس سے آزاد ہو کر اُس نے معنوی درجہ کمال و مدنیت حاصل کیا تھا۔ عورتوں کا طبعی فرض نوعِ انسانی کی حفاظت و تربیت ہے، اِس دائرے سے جب عورت قدم باہر نکالتی ہے تو عورت نہیں رہتی بلکہ عورت اور مرد کے علاوہ ایک تیسری جنس کا نمونہ بن جاتی ہے۔

عورت کا مقام

اسلامی معاشرے میں عورت شمع خانہ ہے نہ کہ شمع محفل، اس کا اصل شرف گھر میں ہے، نہ کہ بازار میں.......... عورت کو گرچہ منصبِ نبوت کا اعزاز حاصل نہیں ہوا، لیکن کسی عورت نے خدائی کا دعویٰ بھی نہیں کیا.......... خداشناس خاتون، دنیا میں اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، ناخداشناس عورت دنیا میں اللہ کا سب سے بڑا عذاب ہے.......... عورت کا حسین ترین روپ ''ماں'' کا روپ ہے، کہ جس روپ میں وہ سرتاپا مہر و وفا ہوتی ہے.......... خوش اندام عورت سے، خوش اطوار عورت بہتر ہے، جس عورت میں ظاہری حسن و باطنی جمال جمع ہو جائیں وہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے.......... اسلام نے عورت کو فکرِ معاش سے آزاد کیا اور مرد کو اس کا کفیل بنایا۔ مغرب نے عورت کو آزادی کا لالچ دے کر تلاش معاش کے چکر میں ڈال دیا.......... دنیا بھر کے دنیاوی تاجروں نے عورتوں کو اشتہارات کی زینت بنایا، اور ان کی تذلیل میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی.......... عفت و حیا عورت کا گراں بہا زیور ہے، اور اس پر اپنے گوہرِ عصمت کی حفاظت بہر صورت لازم ہے.......... عورت گھر میں رہے تو ''محرم راز'' بن جاتی ہے، عورت گھر سے باہر نکلے تو ''فتنہ طراز'' بن جاتی ہے.......... بے پردہ عورت شیطان کی ساتھی اور

سامان زحمت ہے، لیکن باپردہ خاتون اللہ رحمان کا سایہ رحمت ہے.........

مسلم عورت سے خطاب

اے حوا کی بیٹی! حاجرہ بی بیؓ کے عالی قدر اسوہ کو اپنا لے۔ جس نے اللہ کی رضا کے لیے بے آب وگیاہ صحرا میں رہنا منظور کرلیا......... جو ممتا کی ماری "صفا و مروہ" کی پہاڑیوں کے مابین دوڑتی رہی، اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل کے قدموں میں پانی کا چشمہ جاری کر دیا......... اے بنتِ حوا! سیدہ آسیہ کو اپنے لیے اسوہ حسنہ تسلیم کر لے، جس نے فرعون کے گھر میں رہ کر موسیٰ علیہ السلام کو کمالِ شفقت سے پروان چڑھایا......... اور جس نے فرعون کے مظالم سہتے ہوئے جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ لیکن شریعت موسوی پر ایمان لانے کے بعد اس کا دامن نہ چھوڑا......... اے مسلم خاتون! خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ عمل بنا لے، جس نے اسلام کی خاطر تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دیا......... اے غیور قوم کی بیٹی! فاطمۃ الزہراؓ کے نقشِ قدم پر چل کر دکھا دے، وہ خاتونِ جنتؓ اور پیکر عفت، جس کا جنازہ تک باپردہ اٹھا......... اے شمع خانہ! حضرت عائشہؓ کے معمول حیات کو اپنی زندگی کا شعار بنا لے، جنہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد اپنے حجرے میں بوجہ حیا جانا ترک کر دیا......... اے مسلمان خاتون! ام کلثومؓ اور ام میمونہؓ کی طرح فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کر لے، جنہوں نے نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ سے پردہ کر کے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کیا......... اے عظیم قوم کی آبرو! خانہ نشینی اور پردہ داری کی راہ اختیار کر لے، بلاشبہ ہیروں اور موتیوں کو صندوقچوں میں چھپایا جاتا ہے......... اے محترم و معظم ہستی! تیرا وجود سرمایہ افتخار ہے، کہ تو نے انبیاء و صلحاء اور فلاسفہ عقلاء کو جنم دیا......... قرآن حکیم پر فخر کرنا سیکھ جس میں "سورہ نساء" جگمگا رہی ہے، جس نے تجھے پستیوں سے اٹھا کر معاشرتی رفعتوں میں ہمدوش ثریا کر دیا ہے.........

پاکستانی عورت سے خطاب

اے پاکستانی خاتون! اورنگ زیب کی بیوی کے سوانح حیات کا ورق پڑھ لے، جس نے نوش لیڈی

ڈاکٹر سے علاج کروانے پر موت کو ترجیح دی............ مخلوط تعلیمی درسگاہوں میں، اور حیا سوز سینماؤں میں جانا چھوڑ دے، دینِ اسلام نے تجھے نماز با جماعت، جنازہ اور جہاد کا بھی مکلف نہیں بنایا............ مستورات اور عورت دونوں اصطلاحات کے معنی چھپی ہوئی شے کے ہیں، اپنے نام کی لاج رکھ! اور اپنی تہذیب کی آبرو بن کر دکھا دے............ مغرب زدہ اور آبرو باختہ عورتیں اللہ کی رحمت سے محروم ہیں، دینی و اخلاقی قدروں کی پاسداری کر کے اللہ کی رحمت کی سزاوار بن جایئے............ لاریب! تجھ میں شانِ دلربائی ہے اور پندار خود نمائی بھی ہے، لیکن اپنی مہر وفا کا مرکز صرف اپنے اہل خانہ کو بنا لے............ تجھ میں احساس خودستائی ہے اور مردوں سے گلہ بے وفائی ہے، گھر میں وقار سے ٹھہری رہ! اپنے خاندان کو خوشیوں کا گہوارا بنا دے............ تجھے مغرب زدہ طبقہ اپنی ہوس رانی کا کھلونا بنانا چاہتا ہے، تو اپنی مشرقی روایات پر قائم رہ کر ان کے عزائم کو ناکام بنا دے............ مرد، جان جوکھوں میں ڈال کر دولت تیرے قدموں میں ڈال دیتا ہے، تو اسے صحیح جگہ خرچ کر کے گھر کی معاشی حالت کو سلجھا دے............ اہل مشرق تجھے "صنفِ لطیف" اور اہل مغرب تجھے کمزور عنصر قرار دیتے ہیں، ان اصطلاحات سے دونوں تہذیبوں کا فرق پہچان لے............ اے مسلم خاتون! اسلام نے جو حقوق تجھے دیئے ہیں وہ کوئی مرد چھین نہیں سکتا، بے خطر نفاذِ شریعت کی آواز و مطالبے سے ہم آہنگ ہو جایئے............ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط سے اہل مغرب کا ذہنی سکون غارت ہو چکا ہے، اس غلط راستے کو اختیار کر کے اپنا نشیمن اپنے ہاتھوں نہ جلایئے............ اسلام ہی تیرا دین ہے، اسلام ہی تیرا پاسبان ہے، اس دین کو چھوڑ کر اپنی عزت و ناموس نہ گنوایئے............ "حرم خانہ" تیرے لیے محفوظ ترین قلعہ ہے، شعارِ پردہ کو ترک کر کے دین و ایمان کی دولت نہ لٹایئے............ مغرب کی پیروی میں "ماڈرن گرل" بننا اور "بوائے فرینڈز" کی تلاش کرنا تیرے شایان شان نہیں، اس غلط روش سے ماں، بہن اور بیٹی کے مقدس رشتوں کو ہرگز بٹہ نہ لگایئے............ تیرے تقدس پر حور و ملائک رشک کرتے ہیں، اپنی عظمت و تقدیس کو بلا وجہ خاک میں نہ ملایئے............ جتنا وقت تم اپنے ظاہر کو سنوارنے میں لگاتی ہو، اس سے نصف وقت اصلاحِ باطن کے لیے وقف کر دیجیے............ اے شمع خانہ! حیا تیرا غازہ اور غض بصر تیرا کاجل ہو، شرافت تیرا جمال ہو اور حسن کو حجاب کا آنچل اوڑھا دیجیے............ نقاب پوشی

پر کم نظروں کے اعتراضات کو خاطر میں نہ لائیے، بے حجابی کا انجام بد دیکھیے اپنی بے حجابی پر ہرگز نہ اترائیے......... گو مردوں نے بعض اوقات ''طلاق'' کا حق غلط استعمال کیا ہے، لیکن خلع کے شرعی حق کو بازیچہ اطفال نہ بنائیے......... پاکستان کا مقدر اسلام کا مضبوط حصار بنتا ہے،
.... کوچہ و بازار میں حسن و جمال کی نمائش کا مشغلہ ترک کر دیجیے، گھر میں بن سنور کر اسے مسرتوں کا گہوارہ بنائیے......... جنت کی حوریں تیرے استقبال کے لیے چشم براہ ہیں، دین اسلام کو اپنی زندگی وموت کا مقصودِ اولیں ٹھہرائیے......... اللہ کے لیے! ''دینِ رسول ﷺ ہاشمی'' کی داعی اور کنیز بن جائیے، ہر آن اسلام کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا کر اپنے اللہ سے راضی ہو جائیے......... امہات المومنین کے فقر اور ان کی سادگی کو اپنا لیجیے، اس روش پر چل کر دنیا میں سرفراز اور آخرت میں سرخرو ہو جائیے......... غیر محرم مردوں کے دلوں پر اپنے حسن کی بجلیاں گرانے کی بجائے، اپنے شوہروں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا قرار بن جائیے......... اللہ تجھے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزاں فرمائے، عفت وحیا اور صبر ورضا کا پیکر جمیل بن جائیے.........

والدہ کا بے مثال جذبہ قربانی

سنیے! قرآن عزیز نے واضح اور روشن احکام میں والدین کی خدمت، دلجوئی، تعظیم اور ہر طرح کے نیک کاموں میں ان کی اطاعت کامل کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی کتاب مبین میں پروردگار عالم نے چند ایسے قصص بھی بیان فرمائے ہیں جس میں والدین کی مخلصانہ محبت کو اس قدر اجاگر کر کے دکھایا ہے کہ اس پر اگر ساری کائنات کی محبتوں کو قربان کر دیا جائے تو کچھ بڑی بات نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا والوں کے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں جس سے ماں کی مامتا کا ماپ لیا جا سکے۔ بچے کے لیے ماں کا ہر جذبہ لاکھوں قربانیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ماں کی بے قراریاں اور جانفشانیاں ہر زمانے میں مشہور عالم رہی ہیں۔ آپ نے کئی بار سنا ہو گا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا اور ننھے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ معظمہ کی غیر ذی زرع وادی میں جب چھوڑا تو کچھ دنوں کے بعد توشہ ختم ہو گیا۔ مائی حاجرہ پر بھوک اور پیاس نے اس قدر غلبہ کیا کہ آپ کی چھاتی سے دودھ تک بھی خشک ہو گیا۔ اب بچے کی حالت

کو وگرگوں دیکھ کر نحیف و زار والدہ مامتا کے جوش میں دیوانہ وار پانی کی تلاش میں بھاگ نکلی۔ سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹایا اور کوہِ صفا سے کوہِ مروہ اور مروہ سے صفا پر دوڑتی پھرتی تھیں۔ نگاہیں جد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر تھیں۔ بچے کی بیقراری ماں کی برق رفتاری کا سبب بنی ہوئی تھی۔ جب بلندی پر چڑھ جاتیں تو نورِ نظر سامنے ہوتا۔ مگر جب نشیب میں آتیں تو لختِ جگر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا۔ تب اسی حالت میں بھاگنے لگتیں اور اگر تم سوال کرو کہ ایک بھوکی پیاسی' نازک اندام' پاکدامن' جلاوطن' تن تنہا' عفیفہ کی حالت انتہائی مصیبت کے وقت کیا تھی۔ تو جاؤ! ہم سے نہیں ان فضاؤں سے پوچھو جنہوں نے اس مقبولِ الٰہی رشکِ حور کے خشک ہونٹوں سے تسبیح و تہلیل کے نغمات اور عاجزانہ دعائیں سنیں۔ حسن سیرت کی بے نظیر ہستی کی سرفروشانہ کیفیت ان تپتے ہوئے پتھروں اور جھلسنے والی ریت کے ذروں سے دریافت کرو جنہوں نے اس مقدس قدموں کا لہو فرطِ عقیدت سے چاٹا۔ نہیں! نہیں! مناظرِ قدرت کی سب سے روشن آنکھ (آفتابِ عالم تاب) کی شہادت عینی پر اکتفا کرو۔ جس نے اپنی ساری حیات میں اس وقت تک ویسا جذبہ قربانی کا مظاہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہاں' ہاں' آسمان سے پوچھو! اس واقعہ کو آج ہزاروں برس گزر گئے ہیں مگر خالقِ ارض وسما کو اپنی اس نیک بندی کی مخلصانہ ادا اس قدر پسند آ چکی تھی کہ قیامت تک اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرد جو دنیا کے کسی خطہ سے عشقِ الٰہی اور حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر عرب کی راہ لیتا ہے، اس پر فرض ہے کہ وہ مائی حاجرہؓ کی طرح صفا اور مروہ پر سات چکر کاٹے۔ (کہ زائرِ حرمین الشریفین حبِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ماں کے جذبہ شفقت کا اعتراف کرتا ہوا بھی نظر آئے۔) روزِ ازل سے لے کر قیامت تک اللہ ربّ العزت کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ان پر اور ان کی اولاد پر؛ ستاروں کی تعداد کے برابر' ریت کے ذروں کے برابر اور اتنی تعداد میں کہ جس کا شمار کرنے والے شمار نہ کر سکیں اور تمام نبیوں اور ان کے امتیوں کی طرف سے سلام ہو اُن پر۔ آمین!

والدہ کی شفقت

بہر طفلاں جنت فردوس زیر آسماں　　والدہ شفقت کی دیوی' والدہ الفت کی جاں
جذبہ ایثار و قربانی کی رنگین داستاں　　بستی انسان کی شام و سحر وہ پاسباں

بے زباں بچے کے حق میں آئیہ رحمت ہے یہ
پوچھئے معصوم سے اک بے بدل نعمت ہے یہ
والدہ از آفرینش تاقیامت باوفا
کشتیٔ معصوم کی سمجھو اسے تم ناخدا
اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء اتقیا
محسنہ انبیاءؑ مخدومہ اہل صفا
سورۃ یوسف اگر اک نالۂ یعقوب ہے
چاہِ زمزمؑ والدہ کے عشق سے منسوب ہے

والدہ کے مصائب کا قرآنی اعتراف

حملته امه وهنا علی وهن:

یہ ٹکڑا والدہ کے مصائب اور شدائد کی پوری داستان کا حامل ہے اور ہمیں یاد کراتا ہے کہ اگر ہمارے پیٹ میں ایک تولہ وزن ثقیل ہونے کی صورت میں رہ جائے تو ہماری بیقراری اور چیخ وپکار کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مگر ماں ہے کہ نہایت بردباری اور جانفشانی سے ہمارے وجود کا سیروں بوجھ رات دن اُٹھائے پھرتی ہے۔ اگرچہ کھانے پینے میں بداعتدالی پیدا ہوگئی ہے۔ بیچاری کا چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ قدم بوجھل ہو گئے ہیں۔ راتوں کو بعض اوقات نیند نہیں آتی۔ جسم میں تھکاوٹ اور نقاہت کا زور ہے۔ امتلا کی کیفیت طبیعت میں بیزاری پیدا کر رہی ہے۔ مگر یہ صبر وتحمل کی دیوی ان تمام مشکلات کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتی ہے۔ اللہ کے آخری رسول رحمتہ للعالمین، شافع روزِ جزا، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس حقیقت کا قوی ثبوت ہے کہ والدہ وہ عزت مآب ہستی ہے کہ جس کے پیٹ میں پروردگار عالم انسان کی تخلیق کے تمام اجزا مرتب فرماتا ہے اور پھر تذکیر وتانیث کی تقسیم بھی انہی ایام میں کی جاتی ہے۔ قسمت کا فیصلہ بھی اسی تاریک حجرے میں ہوتا ہے۔ کاتب تقدیر کی جنبش قلم کے رشحات کا نتیجہ ایک وکیل فرشتے کی زبان سے اعلان کروایا جا رہا ہے۔ یہ بطن مادر ہی ہے جس میں شقاوت انسان کی تفسیر لکھی جاتی ہے۔ کوئی فرعون وقت بنے گا، کوئی نمرود، شداد کا ہمنوا ہوگا، کوئی ابوجہل وابولہب کا ساتھ دے گا۔ غرضیکہ مشرک، کافر، فاسق، فاجر کوئی بھی اہل جہنم سے ہو اس کے برے انجام کی فہرست اسی جگہ تیار ہو رہی ہے اور اسی طرح انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی زندگیوں کے قدسی الاصل حالات کا جائزہ ضبط تحریر میں آ رہا ہے۔ کسی کے فرق اقدس پر تاج نبوت رکھا جاتا ہے۔ کسی کے سر پر دستار صدیقیت باندھ

رہے ہیں۔ کوئی حلہ شہادت زیب تن کر رہا ہے اور کسی کو خلعت ولایت سے سرفراز کر رہے ہیں۔ الٰہی! یہ ماں کا پیٹ ہے یا تیرے فرشتگان قضا و قدر کا دفتر؟ تخت و تاج کی تقسیم ملبوسات شاہانہ کی سرفرازی، مملکتوں کی تفویض اور دوسری طرف فاقہ مستی اور گداگری کا نوشتہ بھی پہلوئے والدہ ہی میں لکھا جا رہا ہے۔ مدت حیات اور پھر تمام ادوار ترقی و تنزل کا پروانہ بھی ایک گوشت کے اس لوتھڑا کو عطا ہوتا ہے۔ جو اپنی ماں کے پیٹ میں جونک کی طرح اس کا خون پی پی کر جسم کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ غور و خوض کرنے سے واضح ہو جائے گا کہ اگر انسان اندھا نہ ہو جائے اور نور فطرت کو خود بجھانے اور تعلیم ربانی سے روگردانی کرنے کا عادی نہ بن جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک نوجوان خواندہ مسلمان اپنی والدہ کی شفقت بھری دعائیں لے کر جنت میں نہ جائے۔ اللہ ربّ العزت کے حضور دُعا ہے کہ ہر انسان کو اپنی والدہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ماں کے قدموں کو سلام

ماں خلوص و مہر کا پیکر محبت کا ضمیر
ماں خدا کا رحم وہ دُنیا میں جنت کی سفیر
ماں سر تا پا محبت ، ماں سر تا پا کرم
ماں وہ جس کے دم سے قائم ہے وفاؤں کا بھرم
ماں وہ ہے جس سے زندگی کو ہے ملاخوں کا خراج
جس کے قدموں میں ہے جنت سراپا ہدایت کا محتاج
ماں وہ ہے جس کی گود میں کھیلے قطب و امام
وہ نبوت کی سحر ، فرعونیت کی سرخ شام
ماں وہ تاریخوں کی خالق ، منزل و حق کا نشان
جس کی نعلین زیب دنیا جس کی چادر آسماں
ماں وہ میری تمھاری ماں وہ کل دنیا کی ماں
ایک تحریک و علامت استعارہ اک نشاں
وہ کہ ہے اولاد اس کی کل جہاں و کائنات
جو کہ سرتا پا نمو ہے جو کہ سرتا پا حیات
زندگی جس کی رگوں میں لے رہی ہے کروٹیں
جس کی ہر سانس میں ہیں جنتیں ہی جنتیں
جو کہ اک ابرِ کرم ہے ، اک کشت بارور
زندگی کے شہد سے بھرپور جس کے برگ و بر
بھاگتی پھرتی ہے جو دشت و جبل کے درمیاں
چشمہ زم زم ہے جس کی سعی و عظمت کا نشاں
مختلف صورت میں ہر اک دور میں زندہ رہی
حاجرہؑ، مریمؑ، کبھی دائی حلیمہؓ بن گئی

جس کی عظمت کی گواہی دی خدائے پاک نے   جس کو دی تعظیم بڑھ کر خود شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

جس کے قدموں کے نشاں ہیں کہکشاں در کہکشاں   جس کی رفعت اور بلندی آسماں در آسماں

ماں نشان منزل آدم تقدس کا پیام

ماں کے قدموں میں ہے جنت ماں کے قدموں کو سلام

جس طرح باغ میں گلاب کا پھول نہ ہو تو باغ خوبصورت نہیں لگتا

اسی طرح جس گھر میں ماں نہ ہو وہ گھر، گھر نہیں لگتا

تفصیل کے لیے خواجہ محمد اسلام کی مرتب کردہ کتاب ''محسنۂ کائنات ماں ہے، باعثِ تخلیقِ جہاں ہے'' کا مطالعہ ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو اس کتاب کا مطالعہ کر کے ماں کی قدر پہچان کر جنت کا سامان کر لے۔

مزہ حوضِ کوثر دا جے چکھناں ایں

پیر ماں دے دھو کے پی لیا کر

ہر بزرگ، ہر ماں، ہر بہن، ہر بھائی، ہر بچے، ہر بچی کے لیے دُعا گو اور دُعا کا طالب

فقیر، مسکین، غریب الوطن......خواجہ محمد اسلام

یاد رکھیے!

جنہوں نے والدہ کی رضا مندی کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی تو انھوں نے اس صلے میں روحانیت کے رفیع الشان مدارج حاصل کیے۔ خلق خدا نے والدین کی دعائیں حاصل کرنے والوں کو اپنی آنکھوں پر جگہ دی۔

القصہ! وہ پاک روحیں زمرہ لایحزنون میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شامل ہو گئیں۔ بیشک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنے والے مردوں اور

خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاکدامن مردوں اور پاکدامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

آخر میں نہایت ہی ادب سے خواجہ محمد اسلام محسنہ کائنات کی خدمت میں بھائی ہونے کی حیثیت سے عرض گزار ہے کہ ہر محسنہ کائنات اپنی بہوؤں کو اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز رکھیں اور ان کو اس بات کا احساس نہ ہونے دیں کہ وہ اپنے والدین کے گھر سے ایک اجنبی گھر میں آئی ہیں بلکہ ان بہوؤں کو ان کی ماؤں سے بھی زیادہ پیار اور شفقت سے نوازیں تاکہ ان کی زبان سے بھی آپ کے لیے دعائیں نکلیں اور یہ چند روزہ زندگی کے دن پیار اور محبت سے گزر جائیں۔ والدین کے نافرمانوں کی سزا کے واقعات اور فرمانبردار اولاد کی حسن خدمت پر ثمرات کا تذکرہ بڑی حد تک عام ہے۔ لہٰذا ہماری دُعا ہے کہ رب العزت ہم سب کو والدین کا خادم و تابع بنائے اور ربّ کائنات ہر فرد کو ماں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

﴿ماں کی شان﴾

- اور ہم نے انسان کو تاکید کی وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (القرآن)
- ماؤں کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
- محسنہ کائنات ماں ہے، باعثِ تخلیقِ جہاں ہے۔ (خواجہ محمد اسلام)
- جس نے ماں کا ادب کیا وہ قیامت کے روز فلاح پائے گا۔
- کبھی ماں کی بددعا نہ لو۔
- میں نے ماں سے بڑھ کر گھنی چھاؤں والا پودا نہیں دیکھا۔
- دُنیا میں کوئی بھی چیز ماں جیسی پیدا نہیں ہوئی۔
- ماں کا دل سدا بہار پھولوں کی مانند ہے۔
- کان کھول کر سن لو! ہر درد کی دوا صرف ماں ہے ماں۔

- ہر محبت ماں کی محبت کے سامنے کم تر ہے۔
- ماں سے محبت جنم لیتی ہے۔
- صبر و برداشت کی عظیم کہانی ماں ہے۔
- ماں اپنے آنچل سے ہمارے تمام اشک پونچھ کر ہمیں مسکرانا سکھاتی ہے۔
- ماں کی حکمت و تدبیر گھر کو آباد رکھتی ہے۔
- کوئی ماں اپنے بچوں کو بدتمیز نہیں دیکھنا چاہتی۔
- ماں گھر کی روشنی ہے۔
- ماں جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔
- بہار اور خزاں میں ماں ہی ہماری پُرخلوص ساتھی ہے۔
- جب مجھے اپنی ماں یاد آتی ہے تو میرے خوابوں میں جنت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔
- ماں ایک مکمل، جامع اور بھرپور رول ہے جو زندگی میں ہر ماں ادا کرتی ہے۔
- ماں زندگی کے اندھیرے میں اُجالا ہے۔
- اللہ تیرے سارے گناہ بخش دے گا تو صرف اپنی ماں کو راضی کر لے۔
- ماں حسن سلوک اور فرمانبرداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔
- ماں کی خوشی سے خدا خوش ہوتا ہے۔
- خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے والدین اس سے خوش ہوں۔
- ماں کا دل بڑا نرم اور رحیم ہوتا ہے۔
- ماں ایسی پیاری ہستی ہے جو زندگی کے کسی بھی دور میں بھلائی نہیں جاسکتی۔
- ماں ایک ایسی ہستی ہے جو اولاد کے لاکھوں راز اپنے سینے میں چھپا لیتی ہے۔
- ماں ایک ایسی غزل ہے جو سننے والے کے دل میں اتر جاتی ہے۔
- ماں گلشن کا وہ دلکش پھول ہے جس میں خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے۔
- ماں وہ ہستی ہے جس کی تعریف کے لیے دنیا میں الفاظ نہیں ملتے۔

- ماں وہ شخصیت ہے جو ہر وقت اپنی اولاد کی خوشی کے لیے دُعا مانگتی ہے۔
- جنت نے کہا: ماں وہ ہستی ہے کہ میں اس کے قدموں تلے ہوں۔
- مجھے پھول اور ماں میں فرق نظر نہیں آتا۔
- دو جہانوں میں خوشحال زندگی کا محور "ماں" ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جس نے زیادہ سے زیادہ ماں کی خدمت کی۔
- لمبی عمر پانے کے لیے ماں کی دعا بے حد ضروری ہے۔
- ماں ایک مشعل ہے جو ہمیشہ راستہ دکھاتی ہے۔
- ماں ایک ایسی شفقت ہے جو کبھی تہی دامن نہیں ہوتی۔
- ماں قسمت بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔
- قدرت نے اس کائنات کو حسین ترین اور نایاب تحفہ ماں کی شکل میں عنایت کیا ہے۔
- اے ماں! تو میری بصارت اور بصیرت ہے۔
- اے ماں! تو میری عقل اور میرا خیال و خواب ہے۔
- اے ماں! تیری زیارت مجھے بھوک اور پیاس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔
- اے ماں! تیری شفقت سے میرا ہر غم خوشی میں بدل جاتا ہے۔
- اے ماں! تو میری آنکھوں کا حسن ہے۔
- ہر ماں کے نزدیک اس کی اولاد ہی سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔
- دھرتی کی سب سے قیمتی چیز ماں ہے۔
- ماں کتنا وسیع ہے تیرا صبر اور کتنی فراواں ہے تیری مہربانی۔
- اسلامی تہذیب کی پوری عمارت ماں کی تعظیم و اطاعت پر قائم ہے۔
- ماں کی دعا سدا مہکتی رہتی ہے۔
- ماں کا دل اتنا وسیع ہے کہ اس میں کائنات سما جاتی ہے۔
- دُنیا کی سب سے بڑی نعمت ماں ہے۔

- ماں ایک ایسی لازوال ہستی ہے کہ جس کے دم سے یہ کائنات آباد ہے۔
- ماں راضی ہو تو اللہ بھی راضی ہوتا ہے۔
- اگر ماں ناراض ہو تو اللہ بھی ناراض ہوتا ہے۔
- بچے ماں کی گود میں تحفظ حاصل کرتے ہیں۔
- ماں کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے۔
- ماں کا پیار سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔
- ماں کا سایہ گرمی میں درخت کے سایہ سے زیادہ آرام دیتا ہے۔
- ماں باپ درخت کی مانند ہیں درخت خود جل جاتا ہے مگر دوسروں کو سایہ دیتا ہے۔
- ماں آسمان کا بہترین تحفہ ہے۔
- ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
- ماں اور پھول میں کوئی فرق نہیں۔
- ماں ایک عظیم ہستی ہے اگر وہ نہ ہو تو دنیا کی کوئی شے اچھی نہیں لگتی۔
- اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی خدمت سے نہ گھبرائے۔
- ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے بروقت نماز پڑھنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا درجہ بتایا ہے۔
- ماں باپ کے فرمانبردار کو مبارک ہو، اللہ اس کی عمر زیادہ کرے۔
- دُنیا کی تمام مسرتیں صرف ماں کہنے سے ہی مل جاتی ہیں۔
- بچہ بیمار ہو جائے تو ماں کو آدابِ دُعا خود بخود آ جاتے ہیں۔
- ماں ایک ستارہ ہے جو زندگی میں کبھی نہیں ڈوبتا۔
- ماں کی آغوش دکھوں کی دوا ہے۔
- اگر ٹھیک طور پر دیکھوں تو ماں کا وجود رحمت ہے، اس بنا پر کہ اس کو نبوت سے نسبت ہے۔
- ماں کی شفقت پیغمبرانہ شفقت جیسی ہے جس سے قوموں کی سیرت سازی ہوتی ہے۔

- ماں کے جذبۂ محبت کی بدولت ہماری تعمیر پختہ تر اور اس کی پیشانی کی سلوٹوں میں ہماری تقدیر پنہاں ہوتی ہے۔
- ممتا سے زندگی سرگرم عمل ہے۔ ممتا ہی سے زندگی کے اسرار بے نقاب ہوتے ہیں۔
- ہماری ملت کی ندی میں ہر پیچ وتاب ماں سے ہے۔ اس ندی میں موجیں، گرداب اور بلبلے اسی وجود کے باعث ہیں۔
- ماں جب جھولی پھیلا کر اپنے بچوں کے لیے دعا کرتی ہے تو وہ دعا ربّ ذوالجلال کے حضور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔
- آپ کی ماں کی دعاؤں نے آپ کو چاروں طرف سے احاطے میں لے رکھا ہے۔
- زندگی کی تمام مسرتیں پیار سے ''ماں'' کہتے ہی مل جاتی ہیں۔
- ماں کی شفقت صاف وشفاف ہوا کی طرح ہوتی ہے جو سانس لینے والے کی زندگی کے لیے تو بے حد ضروری ہوتی ہے مگر اسے نظر نہیں آتی۔
- سخت سے سخت دل کو ماں کی پُرنم آنکھوں سے موم کیا جاسکتا ہے۔
- اگر یہ دنیا آنکھ ہے تو ماں اس کی بینائی ہے اگر یہ دنیا پھول ہے تو ماں اس کی خوشبو ہے۔
- بچے کیلئے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے خواہ بچے کی عمر کتنی ہی ہو۔
- مسرتوں کے ہجوم اور خوشی کے طلاطم میں ماں کی عظمت دیکھو۔
- دنیا میں کوئی بھی رشتہ ماں سے پیارا نہیں۔
- جس گھر میں تعلیم اور نیک ماں ہو، وہ گھر تہذیب اور انسانیت کی یونیورسٹی ہے۔
- ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔
- ماں باپ میں بڑا درجہ ماں کا ہے۔
- بچے کا مستقبل ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔
- اپنی ماں کی ہر بات مانا کریں اور جس بات سے منع کریں وہ کبھی نہ کریں۔
- ماں نعمت ورحمت ہے۔

- ماں کو اولاد کی خوشی عزیز ہوتی ہے۔
- ماں گلاب جیسی خوشبو اور چودھویں کے چاند جیسی چاندنی ہے۔
- ماں فرشتوں جیسی معصومیت اور سچائی کا پیکر ہے۔
- ماں اولاد کے لیے ڈھال ہے۔
- ماں ہمارے دکھ کا مداوا کرتی ہے۔
- کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔
- ہر شخص انسانیت کی حقیقی تصویر اپنی ماں کے چہرے پر دیکھ سکتا ہے۔
- میری ہر تکلیف اور ہر غم میں میری ماں کا تصور میرے لیے فرشتہ بن کر آیا۔
- میں اپنی زندگی کی کتاب میں سوائے ماں کے اور کسی تصویر کو نہیں دیکھتا۔
- ماں ہمیشہ اپنی اولاد کا ناز اُٹھاتی ہے۔
- ایک ماں آپ کو صحت مند، خوش اخلاق اور بلند کردار بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔
- ماں کو جب ہماری کسی کمزوری یا غلطی کا علم ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ نرم لہجے میں نصیحت کرتی ہے۔
- ماں کڑی دھوپ میں رحمت کا سایہ ہے۔
- ماں کے مشوروں پر عمل کرو، تمام آفات سے محفوظ رہو گے۔
- ماں پریشان ہو تو کائنات بے چین ہو جاتی ہے۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنی ماں کی زیادہ سے زیادہ خدمت نہ کر سکے۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنی ماں سے زیادہ دعائیں نہ لے سکے۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنی ماں کی فرمانبردار نہیں۔
- بدنصیب ہے وہ اولاد جس نے اپنی ماں کو دکھ پہنچایا۔
- ماں کی محبت سے محرومی کا احساس نہیں ہوتا۔
- ماں وہ ہستی ہے جس کے خلاف کچھ کہنا گناہ ہے۔
- دُنیا کی سب سے بہترین شے ماں اور صرف ماں ہے۔

- ماں، باپ سے زیادہ شفیق ہے۔
- ماں کا غصہ وقتی ہوتا ہے۔
- دُنیا کا کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں۔
- انسان کی کامیابیوں اور ذلتوں میں ماں کا ہاتھ ہے۔
- ماں کی محبت ہمیں اونچائی کا راستہ دکھاتی ہے۔
- ماں کے دل سے نرم اور ملائم شے اور کوئی نہیں۔
- ماں درس، ادب واخلاق کی سب سے بڑی معلمہ ہے۔
- دنیا میں کوئی چیز اتنی نازک نہیں جتنا ماں کا دل ہے۔
- ماں سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں۔
- ماں کی زندگی میں محبت اور مہربانی کا خمیر داخل کیا گیا ہے۔
- ماں باپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد سب سے اہم مقام حاصل ہے۔
- انسان کو جن ہستیوں سے سب سے زیادہ مدد ملتی ہے، وہ ماں ہے۔
- ماں کی محبت ہمیں کبھی بھی مایوس اور نا اُمید نہیں ہونے دیتی۔
- ماں کی گود میں تمام فکریں دل سے دور ہوتی ہیں۔
- ماں کی دعاؤں سے ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔
- اے ماں! انسان کی ساری نیکیاں اور خوبیاں تیری ہی تابع اور تیری ہی فرمانبردار ہیں۔
- اس بات سے ہمیشہ بچو کہ ماں نفرت کرے یا بددُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔
- ماں کا دل اتنا وسیع ہے کہ اس میں ساری کائنات سما سکتی ہے۔
- ہر تکلیف اور غم کا مرہم ماں ہے۔
- انسان کو ماں سے دوراندیشی کا سبق ملتا ہے۔
- عورت ماں کے روپ میں بچوں کے لیے جنت ہے۔
- عورت ساس کے روپ میں بہو کے لیے ماں ہے۔

- ماں کی ایک مسکراہٹ سارے غموں کا علاج ہے۔
- جن کی ماں فوت ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔
- دُنیا کی سب سے حسین شے ماں اور صرف ماں ہے۔
- اللہ نے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے۔
- شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ماں باپ سے سرکشی ہے۔
- ماں اپنی اولاد سے کبھی بھی زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہتی۔
- اگر ہم بہترین قوم کے خواہش مند ہیں تو ہمیں بہترین مائیں پیدا کرنی ہوں گی۔
- ہماری ماں نے ہمیں زندہ رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا ہے۔
- ماں کبھی بھی اپنی اولاد سے بے وفائی نہیں کرتی۔
- اللہ کو ماں کی دُعاؤں سے راضی کیا جا سکتا ہے۔
- جس گھر میں ماں کی عزت نہیں وہ گھر ضرور برباد ہو جائے گا۔
- ماں دکھ اور پریشانی کو ختم کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔
- جہاں ماں کا احترام ہوتا ہے وہاں اللہ بھی خوش ہوتا ہے۔
- ماں کے بغیر گھر میں برکتیں نازل نہیں ہوتیں۔
- ماں اللہ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔
- ماں پیار کے سمندر کی مانند ہے جو ہر وقت جوش میں رہتا ہے اور اس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا۔
- میری ماں کا کہنا ہے کہ جب میرا بچہ مسکراتا ہے تو مجھے پوری کائنات خوشی سے جھومتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔
- جس کی ماں نہ ہو اور ماں کی بہن (خالہ) بھی نہ ہو تو وہ ماں کی سہیلی کی خدمت کرے۔
- جب میں اپنی ماں کی یاد میں روتا ہوں تو فرشتے میرے آنسو پونچھتے ہیں۔
- انسان فرشتوں سے اس لیے افضل ہے کہ اسے ماں کی میٹھی لوری حاصل ہے۔
- مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ماں کا ہر حکم اللہ کے کلام کی ایک سطر ہے۔

- بہترین گھر وہ ہے جہاں پر ماں باپ کا ادب واحترام ہو۔
- جنت میں وہ اولاد، والدین کے ساتھ ہوگی جو والدین کے نقش قدم پر چلے گی۔
- ماں اولاد کے لیے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دیتی ہے مگر اولاد کی جدائی برداشت نہیں کرسکتی۔
- ماں کہنے سے روح کو تسکین ہوتی ہے۔
- اولاد اپنی ماں کے حقوق کی ادائیگی کی خاطر کتنے ہی سخت اور مشقت والے کام کیوں نہ کرے، وہ اس کا حق ادا نہیں کرسکتی۔
- ماں پل بھر میں وجود کے سارے دکھ چن لیتی ہے۔
- ماں سے محبت کرتے وقت اس کا چہرہ نہیں دیکھا جاتا۔
- دنیا میں ایک دروازہ ایسا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور وہ دروازہ ماں کا ہے۔
- بچہ ماں کی آنکھ کا تارا ہوتا ہے۔
- ماں باپ کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی ایسی بات نہ کہیے جوان کو ناگوار ہو۔
- ماں باپ کے جو حقوق ہیں وہ اولاد کیلئے فریضہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- ماں کی خدمت ہی میں ہماری عظمت ہے۔
- ماں باپ سے بے پروائی برتنا اللہ کی ناشکری ہے۔
- والدین کے احسان کا حق اس دنیاوی خدمت سے ادا نہیں ہوسکتا۔
- والدین کو ہوں سے اور سر ہلا کر کسی بات کا جواب دینا اور منہ سے نہ بولنا بھی بے ادبی میں شامل ہے۔
- والدین کو نہ بے چین کرنا چاہیے نہ ہی جھٹلانا چاہیے۔
- ماں ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہک اُٹھتا ہے۔
- ماں ایک سایہ ہے جو اندھیرے میں اور بھی قریب آجاتا ہے۔
- ماں ایک دعا ہے جو سدا سر پر چادر کی طرح تنی رہتی ہے۔
- اولاد پر واجب ہے کہ والدین کی فرمانبرداری کرے۔
- ماں باپ کا نافرمان وہی ہوتا ہے جو بدبخت ہو۔

- ماں باپ کی اطاعت کرنا تمام مسلمانوں کے اہم ترین فرائض میں سے ایک ہے۔
- خوش نصیب ہے وہ فرد جس کے سر پر اس کے والدین کا سایہ طویل عرصے تک قائم رہے۔
- ماں کا تصور، اس کی یاد اور اس کا ذکر دکھوں کی تمازت کو کم کر دیتا ہے۔
- ماں باپ کے سامنے شفقت اور انکساری سے جھکے رہنا، عزت کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔
- والدین یا بزرگوں کی دعا بہت بڑی نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔
- اگر آپ دنیا میں عزت و مرتبہ چاہتے ہیں تو والدین کی خدمت کریں۔
- ماں قدم قدم پر پیار کی شمعیں روشن کرتی ہے۔
- ماں سے ہمدردی کی توقع رکھنے کی بجائے ماں کا ہمدرد ہونا چاہیے۔
- اگر کوئی چیز شروع سے آخر تک ہمارے ساتھ رہ سکتی ہے تو وہ ماں کی دعا ہے۔
- صبر و استقامت کا پیکر ہے ماں!
- ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور عزت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔
- ماں کی آغوش انسان کی سب سے پہلی درس گاہ ہے۔
- ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ اور اسکے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
- ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔
- ماں سے بڑھ کر کوئی بڑا استاد نہیں۔
- ماں کی قدر اپنی زندگی ہی میں جان لو۔
- ماں کبھی اپنی اولاد سے غافل نہیں ہوتی۔
- ماں کی خدمات دیکھ کر اللہ نے جنت اس کے پاؤں تلے بچھا دی۔
- سچا پیار صرف اور صرف ایک ماں ہی کر سکتی ہے۔
- جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں کسی بزرگ سے دعا کروانے کی ضرورت نہیں۔
- قومیں اپنی ماؤں کی گود میں پلتی اور انہی کے اخلاق و اطوار حاصل کرتی ہیں۔
- دیکھو! تمہیں مسکراتا دیکھ کر تمہاری ماں کتنی خوش ہوتی ہے۔

تو اپنے ماں باپ کی عزت کرتا کہ تیری عمر دراز ہو۔

اصل بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہو۔

رحمت کی برسات ہے ماں

جب تو پیدا ہوا کتنا مجبور تھا
یہ جہاں تیری سوچوں سے بھی دور تھا
ہاتھ پاؤں بھی تب تیرے اپنے نہ تھے
تیری آنکھوں میں دُنیا کے سپنے نہ تھے
تجھ کو آتا تھا جو صرف رونا ہی تھا
دودھ پی کے تیرا کام سونا ہی تھا
تجھ کو چلنا سکھایا تھا ماں نے تیری
تجھ کو دل میں بسایا تھا ماں نے تیری
ماں کے سائے میں پروان چڑھنے لگا
وقت کے ساتھ قدر تیرا بڑھنے لگا
دھیرے دھیرے تُو کڑیل جواں ہوگیا
تجھ پر سارا جہاں مہرباں ہو گیا
زورِ بازو پہ تُو بات کرنے لگا
خود ہی سجنے لگا خود سنورنے لگا
ایک دن اک حسینہ تجھے بھا گئی
بن کے دلہن وہ پھر تیرے گھر آ گئی
فرض اپنے سے تُو دُور ہونے لگا
بیج نفرت کا خود ہی تو بونے لگا
پھر تو ماں باپ کو بھی بھلانے لگا
تیر باتوں کے پھر تو چلانے لگا
بات بے بات ان سے تو لڑنے لگا
قاعدہ اک نیا پھر تو پڑھنے لگا
یاد کر تجھ سے ماں نے کہا ایک دن
اب ہمارا گزارہ نہیں تیرے بن
سن کے یہ بات تو طیش میں آ گیا
تیرا غصہ تیری عقل کو کھا گیا
جوش میں آ کے تُو نے یہ ماں سے کہا
میں تھا خاموش سب دیکھتا ہی رہا
آج کہتا ہوں پیچھا میرا چھوڑ دو
جو ہے رِشتہ میرا تم سے وہ توڑ دو
جاؤ جا کے کہیں کام دھندا کرو
لوگ مرتے ہیں تم بھی کہیں جا مرو
بیٹھ کر آہیں بھرتے تھے وہ رات بھر
ان کی آہوں کا تجھ پہ ہوا نہ اثر
ایک دن باپ تیرا چلا رُوٹھ کر
کیسے بکھری تھی پھر تیری ماں ٹوٹ کر

پھر وہ بے بس اجل کو بلاتی رہی — زندگی اس کو ہر روز ستاتی رہی
ایک دن موت کو بھی ترس آ گیا — اس کا رونا بھی تقدیر کو بھا گیا
اشک آنکھوں میں تھے وہ روانہ ہوئی — موت کا ایک ہچکی بہانہ ہوئی
اک سکوں اُس کے چہرے پہ چھانے لگا! — پھر تو میت کو اُس کی سجانے لگا
مُدتیں ہو گئیں آج بوڑھا ہو گیا تو — جو پڑا ٹوٹی کھٹیا پہ کوڑا ہے تو
تیرے بچے بھی اب تجھ سے ڈرتے نہیں — نفرتیں ہیں محبت وہ کرتے نہیں
درد میں تو پکارے کہ او میری ماں — تیرے دم سے روشن تھے دونوں جہاں
وقت چلتا رہے وقت رکتا نہیں — ٹوٹ جاتا ہے وہ جو کہ جھکتا نہیں
بن کے عِبرت کا اَب تُو نشان رہ گیا — ڈُھونڈھ لے زور تیرا کہاں رہ گیا
تُو احکامِ رَبی بھلاتا رہا — اپنے ماں باپ کو تُو ستاتا رہا
کاٹ لے تُو وہی تُو نے بویا تھا جو! — تجھ کو کیسے ملے تُو نے کھویا تھا جو
یاد کر کے گیا دُور رونے لگا — کل جو تُو نے کیا آج ہونے لگا
موت مانگے تُجھے موت آتی نہیں — ماں کی صورت نگاہوں سے جاتی نہیں
تُو جو کھانسے تو اولاد ڈانٹے تُجھے — تو ہے ناسور سُکھ کون بانٹے تجھے
موت آئے گی تجھ کو مگر وقت پر — بن ہی جائے گی تیری قبر وقت پر
قدر ماں باپ کی گر کوئی جان لے — اپنی جنت کو دُنیا میں پہچان لے
اور لیتا رہے وہ بڑوں کی دعا! — اُس کے دونوں جہاں اُس کا حامی خدا
یاد رکھنا تو ساغر کی اس بات کو — بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو

گنہگار کی، ماں کی دُعا سے بخشش ہوگئی

گنہگار کا خواب الٰہی! میں حیران ہوں کہ یہ میدان اپنی وسعت میں آسمان سے بھی کشادہ تر معلوم ہوتا ہے۔ نہ اس میں درخت ہیں نہ کوئی انسان ہے، نہ پرندے اور نہ ہی کوئی ذی حیات مخلوق۔ الٰہی! یہ

میدان انسانی آبادی کے لیے تو نہیں بنا۔ میں تن تنہا کدھر آنکلا ہوں؟ اے اللہ اس جگہ کی بھیانک خاموشی اور بیکراں پہنائیاں اور آسمان اور زمین کی ہمرنگ فضائیں میری روح پر دہشت پیدا کر رہی ہیں۔ یہ کیا ہوا؟ میں کہاں ہوں؟ وہ کون ہیں؟ الٰہی یہ نور کی بارش کہاں سے ہو رہی ہے؟ یہ تخت جلالتماب کہاں سے نازل ہو گیا؟ یہ نورانی چہروں والے خدام اس شہنشاہی تخت کو کہاں سے لائے ہیں؟ اتنے میں میرے کان میں آواز آئی کہ یہ یوم الحشر ہے۔ اور یہ رب جلیل کی تخت گاہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام مخلوقات کے اعمال کے مطابق ان کو جنت و دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ میں اس آواز کو سن کر سہم گیا کیونکہ مجھے اپنی ساری کوتاہیاں یاد آ گئیں۔ میرا جسم کانپنے لگا، اتنے میں بلند اور مہیب آواز پیدا ہوئی جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس آواز سے ارض و سما گونج اٹھے اور ایک محیر العقول سانحہ وقوع پذیر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ احکم الحاکمین اپنی پوری جلالت کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئے اور حساب کا دفتر کھل گیا۔ ساتھ ہی جنت اور دوزخ کو طرفۃ العین میں میدان محشر کے بالکل قریب کیا گیا۔

اب چاروں طرف سے انسانوں کے گروہ در گروہ آنے شروع ہو گئے۔ اتنے میں آواز آئی: ”اے مجرمو! ہمارے مقبول بندوں سے جدا ہو کر صف بناؤ۔“ اس آواز کا گونجنا ہی تھا کہ لوگ پروانوں کی طرح نہایت افراتفری سے ادھر ادھر اپنی اپنی ٹولیوں میں کھڑے ہونے کے لیے بھاگے میں نے دیکھا کہ صفوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ میں شمار کرنے سے قاصر تھا۔ اس وقت ایک فرشتے نے میری طرف دیکھا اور قریب آ کر کہا: رب السمٰوٰت والارض کی عدالت میں آج کسی کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ یہ انصاف کا دن ہے اب میں نے پوچھا، وہ باغات کیا ہیں؟ اس نے کہا، یہ جنت ہے اور اس میں ان لوگوں کی دائمی آرام گاہیں ہیں جو دنیا میں پروردگار عالم کے حکم اور پیغمبران وقت کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں اور ساتھ ہی رہنما فرشتے نے بتایا۔ کہ وہ جہنم کا دروازہ ہے وہاں اللہ اور اس کے رسولوں اور نبیوں کے نافرمانوں کو قید کیا جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ”اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔“ گویا یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی آرام گاہ ہے اور ادھر دوزخ کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا: ”یہ وہ دوزخ ہے جس کی اے نافرمانو! تم کو وعید سنائی جاتی تھی۔“

اب تمام لوگ اس قدر از خود رفتگی کے عالم میں تھے کہ ہر شخص کو اپنی ہی جان کے لالے پڑے

ہوئے تھے۔ کوئی شخص کسی کی مدد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ قریب ترین رشتے دار بھی ایک دوسرے کی طرف سے بالکل لاپروا تھے۔ دیکھا گیا کہ بعض لوگوں کے چہرے باوجود اس دن کے ہول و دہشت کے بالکل روشن نظر آتے تھے اور ان کے چہروں پر ایک ملکوتی تبسم تھا۔ مگر بعض لوگوں کے چہرے کثرت غبار سے سیاہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت کو دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو جاتے۔ مگر فوراً ہی ایک نیا منظر سامنے آجاتا تھا۔ جس سے میری پہلی حالت میں فرق پڑ جاتا۔ خیر اب میں منتظر تھا کہ انسانی اعمال کا وزن کب شروع ہوتا ہے۔ اب معاً میزان قائم کی گئی۔ اور تمام ملائکہ عظام اور سید الملائکہ (روح الامین) صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت خالق اکبر کے انوار جلالی کی یہ حالت تھی کہ فرشتگان مقربین اور انبیائے کرام بھی دم بخود کھڑے تھے۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جنبش لب تک کا یارانہ تھا۔ اب میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق دربار احکم الحاکمین کی طرف بڑھنے لگے۔ بعض لوگ اپنے اعمال بد کا اظہار کرتے تو ان کی زبانیں فوراً بند ہو جاتیں۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف شہادت دیتے اور بعض آدمیوں کے کان۔ آنکھیں بلکہ جسم کا چمڑا اور ہر رونگٹا زبان قال سے شہادت دیتا کہ اے ظالم تم نے فلاں موقع پر فلاں کام کیا تھا۔ بہر کیف ہر شخص کو اپنے اعمال کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ بعض گروہوں کو میزان کے قریب آنے کے بغیر ہی جہنم میں دھکیلا جاتا۔ میں نے اپنے رہنما فرشتہ سے پوچھا: کہ یہ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بار بار سمجھانے کے باوجود بھی شرک و کفر میں مبتلا رہے۔ لہٰذا ان کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور ان کو ابدالآباد کے لیے داخل جہنم کیا جائے گا۔ بعض لوگوں پر زمین گواہی دیتی تھی۔ دیکھا گیا کہ فرشتے منکرین دین کو گروہ در گروہ ہانک کر دوزخ کے سامنے لاتے اور ان کی آمد پر جہنم کے دروازے کھولے جاتے اور داروغہ جہنم ان سے سوال کرتے کہ کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے؟ کیا انھوں نے تمہارے پروردگار کا مبارک کلام نہیں سنایا تھا؟ اور کیا تم کو انبیاء کرام نے اس ہولناک دن کی آمد کے متعلق نہیں ڈرایا تھا۔ ان باتوں کو سن کر وہ اعتراف عصیاں کرتے اور خدا تعالیٰ کے مقدر فیصلہ پر یقین کرتے۔ اب ان متکبرین کی سرکوبی کے لیے ان کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لیے حکم دیا جاتا۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ ان کے داہنے ہاتھوں میں ایک کتاب سی نظر آتی تھی۔ ان کے چہروں پر

ہوئے تھے۔ کوئی شخص کسی کی مدد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ قریب ترین رشتے دار بھی ایک دوسرے کی طرف سے بالکل لاپرواتھے۔ دیکھا گیا کہ بعض لوگوں کے چہرے باوجود اس دن کے ہول و دہشت کے بالکل روشن نظر آتے تھے اور ان کے چہروں پر ایک ملکوتی تبسم تھا۔ مگر بعض لوگوں کے چہرے کثرت غبار سے سیاہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت کو دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو جاتے۔ مگر فوراً ہی ایک نیا منظر سامنے آ جاتا تھا۔ جس سے میری پہلی حالت میں فرق پڑ جاتا۔ خیر اب میں منتظر تھا کہ انسانی اعمال کا وزن کب شروع ہوتا ہے۔ اب معاً میزان قائم کی گئی۔ اور تمام ملائکہ عظام اور سید الملائکہ (روح الامین) صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت خالق اکبر کے انوار جلالی کی یہ حالت تھی کہ فرشتگان مقربین اور انبیائے کرام بھی دم بخود کھڑے تھے۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جنبش لب تک کا یارا نہ تھا۔ اب میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق دربار احکم الحاکمین کی طرف بڑھنے لگے۔ بعض لوگ اپنے اعمال بد کا اظہار کرتے تو ان کی زبانیں فوراً بند ہو جاتیں۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف شہادت دیتے اور بعض آدمیوں کے کان۔ آنکھیں بلکہ جسم کا چڑا اور ہر رونگٹا زبان قال سے شہادت دیتا کہ اے ظالم تم نے فلاں موقع پر فلاں کام کیا تھا۔ بہرکیف ہر شخص کو اپنے اعمال کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ بعض گروہوں کو میزان کے قریب آنے کے بغیر ہی جہنم میں دھکیلا جاتا۔ میں نے اپنے رہنما فرشتہ سے پوچھا: کہ یہ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بار بار سمجھانے کے باوجود بھی شرک و کفر میں مبتلا رہے۔ لہٰذا ان کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور ان کو ابدالآباد کے لیے داخل جہنم کیا جائے گا۔ بعض لوگوں پر زمین گواہی دیتی تھی۔ دیکھا گیا کہ فرشتے منکرین دین کو گروہ در گروہ ہانک کر دوزخ کے سامنے لاتے اور ان کی آمد پر جہنم کے دروازے کھولے جاتے اور داروغہ جہنم ان سے سوال کرتے کہ کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے؟ کیا انھوں نے تمہارے پروردگار کا مبارک کلام نہیں سنایا تھا؟ اور کیا تم کو انبیاء کرام نے اس ہولناک دن کی آمد کے متعلق نہیں ڈرایا تھا۔ ان باتوں کو سن کر وہ اعتراف عصیاں کرتے اور خدا تعالیٰ کے مقدر فیصلہ پر یقین کرتے۔ اب ان متکبرین کی سرکوبی کے لیے ان کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لیے حکم دیا جاتا۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ ان کے داہنے ہاتھوں میں ایک کتاب سی نظر آتی تھی۔ ان کے چہروں پر

تازگی اور نورانیت رقص کر رہی تھی۔ جب ان کے اعمال کو میزان میں وزن کیا گیا تو وہ کامیاب ہوئے۔ لہٰذا ان کو رضوان جنت اور باقی فرشتگان نے با آواز بلند پکار کر سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ کہا۔

اب میں قدرے پہلے سے خوف و ہراس کم محسوس کرنے لگا اور چند قدم قریب ہو گیا۔ مگر دوزخ کی وحشت ناک آگ کے شعلے میرے حواس کھو رہے تھے۔ میں نے ایک نظر سے دیکھا کہ نہایت باریک آگ شعلہ زن تھی۔ کوئی آدمی ٹخنوں تک کوئی زانوؤں تک اور کوئی بدنصیب گردن تک آگ میں ڈالا جاتا۔ اس کا جسم پہاڑ کی طرح بڑا ہو جاتا اور اسی طرح دوزخیوں کے دانت بھی بہت لمبے لمبے تھے۔ زقوم اور گلے میں اٹکنے والی غذائیں کھولتے ہوئے پانی اور جہنمیوں کے زخموں کی پیپ کے کریہہ منظر کو دیکھ کر قریب تھا کہ مجھ کو غش آ جائے۔ مگر اس موقعہ پر میرے رہنما فرشتے نے فوراً میری توجہ جنت کی طرف مبذول کرا دی۔ اب میرے ہوش و حواس میں ایک برقی لہر پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ اہل جنت تختوں پر گاؤ تکیہ لگائے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ خادموں کے غول کے غول ان کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر تھے۔ چاندی سونے کے برتن اور بعض سونے کے درخت دیکھ کر مجھے بزرگان دین کی مختلف وقتوں کی بتائی ہوئی حدیثیں یاد آئیں۔ اب فرشتہ مجھ کو قدرے پیچھے کھینچ کر لے گیا۔ لوگوں کے اعمال کا وزن بدستور جاری تھا۔ ذرہ ذرہ کا حساب لگایا جاتا تھا۔ اور پروردگار عالم، ہر نعمت کے متعلق ضرور سوال کرتے تھے۔ ایک اور جماعت کو دوزخ میں ڈال رہے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ بوڑھے والدین کو ہمیشہ ناراض رکھتے تھے۔ اگرچہ یہ لوگ باقی اعمال تقریباً اچھے ہی کرتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھے اپنی فکر لاحق ہوئی۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں آج چند ساعتوں کے بعد لقمہ آتش بن کر رہ جاؤں گا۔ یہ خیال آتے ہی میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ مگر اتنے میں چند سود خور، چغلخور، زانی مرد اور عورتیں پیش کئے گئے۔ ان کو نہایت ذلت آمیز طریقے سے دوزخ میں ڈالا گیا۔ میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اکثر عورتیں دوزخ میں پھینکی جا رہی تھیں۔ بعض آدمیوں کو دیکھا گیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں، ہمسایوں اور باقی ماتحتوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ سے نذرِ جہنم کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے جہنم کے گنجے سانپ اور بچھو جو قد و قامت میں اونٹوں اور خچروں کے برابر نظر آتے تھے، دوزخیوں کو ڈس رہے تھے اتنے

میں دوفرشتوں نے مجھے بھی پکڑ کر میزان عدل کے قریب لاکر کھڑا کر دیا۔ اب مجھ پر سراسیمگی کا عالم طاری تھا۔ میرے اعمال کا وزن ہوا تو فرشتے مجھ کو دوزخ کی طرف کشاں کشاں لے جانے لگے۔ قریب تھا کہ مجھے جہنم میں پھینک دیتے، اتنے میں پروردگار عالم کی طرف سے آواز آئی! ''اس کو چھوڑ دو، اس کو چھوڑ دو، ہم نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں کیونکہ اس کی ضعیف والدہ نے اس کے حق میں دعائے خیر کی ہے جو ہمارے دربار میں قبولیت حاصل کر چکی ہے اور ہم والدین کی خوشنودی حاصل کرنے والے مومنین سے راضی ہو جاتے ہیں۔'' یہ آواز سن کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا ہوں کہ نماز فجر کا وقت قریب ہو رہا ہے۔

خواب کا نتیجہ اب میرے دل میں ایک نورانی جذبہ موجزن تھا خواب کا منظر بھی ہر لحاظ سے تازہ تھا۔

کیسا وہ خواب تھا کہ ابھی تک ہوں خواب میں

بار بار وہی نقشے آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ جلدی جلدی اٹھا وضو کیا اور مسجد کی راہ لی۔ نماز سے پہلے تنہائی میں بیٹھ کر سر بسجود ہوا اور گڑگڑا کر اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور صمیم قلب سے وعدہ کیا کہ یا الہ العالمین آئندہ زندگی میں حسب استطاعت میں تیری عبادت کروں گا اور اپنی والدہ کی خدمت میں ایک لمحے کے لیے بھی تساہل نہ برتوں گا۔ الٰہی! تو میرے بزرگوں کو جنت فردوس میں جگہ دے اور میری والدہ ماجدہ کو حیات طیبہ عطا فرما۔ الٰہی! میں تجھ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ میں ساری زندگی اپنی ضعیف اور شفیق والدہ کی خدمت کرتا رہوں گا اور تیری تمام مخلوق کے ساتھ نیکی کروں گا کسی کی دل آزاری نہیں کروں گا کسی پر ظلم نہیں کروں گا بڑوں کا ادب کروں گا اور چھوٹوں پر شفقت کروں گا۔ یتیموں اور غریبوں کو پریشان نہیں کروں گا بلکہ ان پر ہر طرح سے احسان کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ اب نماز کا وقت ہو گیا میں نماز میں شامل ہو گیا۔ آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ دل میں توبہ واستغفار کا جذبہ پوری طرح موجزن تھا۔ نماز کے فوراً بعد سیدھا گھر آیا۔ والدہ ابھی مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دروازہ کے باہر اپنے کانوں سے سنا۔ ''الٰہی! میرے بیٹے کو اپنی عبادت، میری خدمت، اپنی مخلوق پر شفقت اور اپنی مسلمان بہنوں بھائیوں کے ساتھ حسن مروت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما۔ الٰہی! میرے بیٹے کے تمام گناہ معاف کر دے اور آئندہ اس کو راہ ہدایت پر ہی چلا۔'' والدہ کی دعا کے یہ

آخری الفاظ تھے جو میں نے سنے۔ دعا ختم ہوئی تو میں آگے بڑھا، ماں کے سامنے جا کر بیٹھ گیا، اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بوسے دینے لگا اور آنکھوں سے لگانے لگا۔ ماں نے کہا بیٹا! کیا کسی فرشتے نے خواب میں کوئی پیغام دیا تھا؟ اس نے کہا: اماں جان! خدائے کریم کی رحمت کا صدقہ، میری نافرمانیوں اور لاپروائیوں سے درگزر فرمایئے۔ اماں جان میں نے آپ کی خدمت بھی نہیں کی۔ میری بد نصیبی کہ میں نے طبقہ نسواں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی کام نہیں کیا۔ ہائے! میں دوزخ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ مگر مجھے تیری دعاؤں نے جہنم سے بچایا۔ اماں جان! اللہ کے لیے مجھے معاف کر دو تا کہ مجھے چین آئے۔ ماں نے دیکھا کہ بیٹے کی رقت کی وجہ سے گھگھی بندھ گئی ہے تو ماں نے نہایت شفقت سے اپنے دونوں ہاتھ بیٹے کی گردن میں ڈالے، آنسوؤں والے رخساروں پر بوسے دیئے اور کہا بیٹا! ماں صدقے جائے، ماں واری جائے، بیٹا! تو مجھ سے کیا معافی مانگتا ہے، میں تو ہر وقت تیرے لیے دعا کرتی رہتی ہوں، خدا تعالیٰ تجھ کو ہدایت دے، خدا تجھ سے راضی ہو، تو پھولے پھلے۔

نافرمانوں کے لیے تنبیہ

ایک سنگین جرم اے اولادِ آدم! ہم آج ایک ایسے جرم کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ جس کی عالمگیری اور عمومیت کا یہ حال ہے کہ دس لاکھ کی آبادی میں فقط گنتی کے چند گھرانے ہی اس ملعون روّیہ سے بیزار ہوں گے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ ہر دیہات، ہر قصبے اور ہر شہر کے تقریباً ہر گھر میں گستاخ اور چنچل بیوی کے مقابلے میں ضعیف والدین کی کھلے بندوں بے عزتی کی جاتی ہے اور پھر بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اس گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ سوسائٹی کا ایک فرد بھی اس ظلمِ عظیم کے خلاف احتجاج کرتا ہوا نظر نہیں آتا اور کوئی انسان بھی اپنے کسی رشتہ دار یا دوستوں سے حقوقِ والدین کے جرم پر مقاطعہ کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ رشتہ داروں اور اقرباء میں ایک بھی ایسا مصلح نہیں ہے جو والدین کے نافرمان کو تیوری بدل کر ہی دیکھے۔ لڑکی کے وارث تو سرے سے لڑکے کے والدین کی موت کے لیے شام وسحر دست بدعا ہیں۔ تو پھر ان سے انصاف کی کیسے توقع ہوسکتی ہے۔ وہ اپنی لڑکی کی خود مختاری کے لیے صلہ رحمی کے تمام مقدس اصولوں کو قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اب پڑوس میں اس اپاہج اور

ناتواں جوڑے پر کون رحم کھائے۔ اور پرائی آگ میں کون پڑے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام گھروں میں تقریباً ایک ہی طرح کی کشمکش جاری ہے۔ کتنا حسرت ویاس کا مقام ہے کہ ان مظلوموں کی کسی عدالت میں شنوائی ہی نہیں۔ مگر ہمارے ضمیر کا تقاضا ہے کہ ہم ان منزلی سفاکیوں اور چیرہ دستیوں کے خلاف اتنا شور مچائیں کہ جس سے بہروں کے کان بھی کھل جائیں۔ اللہ کا غضب! کہ قوم وملت کے بے وفاؤں کو غدار کہا جائے۔ چوری کرنے والا چور اور ڈکیتی کا مرتکب ڈاکو مشہور ہو جائے۔ مگر والدین کے نافرمان اور بہنوں کا جبراً حصہ کھانے والے کا کوئی نام بھی نہ ہو۔ ہائے، ہائے وہ مجرم بھی ہے مگر سوسائٹی میں دندناتا پھرتا ہے۔ یہ کیوں؟ سارے افراد معاشرہ ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ سب پر نافرمان بے دین بیوی پرستی کا بھوت مسلط ہے۔ مگر ہم مظلوموں کی خاموش آہوں کے خوفناک نتائج وعواقب سے ڈرتے ہیں اور اقبال مرحوم کی زبان سے کہتے ہیں:

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اے دُنیا کے امن پسندو! اے تہذیب واخلاق کے علمبردارو اور اے فقیہو، محدثو اور عالمو! خواجہ محمد اسلام آپ سے محبت، شفقت، خدمت، خلوص، احسان، جاں نثاری، بذل وایثار اور جنون و دیوانگی کے معانی پوچھتا ہے اور پھر عرض پرداز ہے کہ ان قدسی الاصل الفاظ کا صحیح منبع ومبداء والدہ کے دل کے سوا اور کوئی مقام بھی ہو سکتا ہے اور اگر یہ الفاظ اپنی معنوی خوبیوں کی بنا پر ساری کائنات کے انسانوں کے نزدیک دلوں کو رام کرنے کے لیے اور رُوحوں کو چین بخشنے کے لیے ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مادی طاقتوں سے زیادہ کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر ہم دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اور اپنے خداداد علم وفضل کی تمام تر قوتوں کو فقط اسی لیے صرف کرو، کہ وہ دل جو حقیقی معنوں میں مذکورہ بالا حسنات کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ کسی بستی میں، کسی گھر میں، کسی جھونپڑے میں، بلکہ کسی بدوی خیمے میں بھی دُکھنے نہ پائے۔ اُس کے دل کو پریشان نہ کیا جائے تاکہ وہ رات دن دُعاؤں میں مستغرق رہے اور تمام انسانی آبادیوں پر پروردگارِ عالم کی رحمت کی بارش ہو۔ ہمارے دل میں ایسے اندیشے پیدا ہوتے ہیں اور وہ روزافزوں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہلاکت کے آثار نمودار ہوتے ہیں اور وُہ دن بدن پھیلتے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب ہم اقوام عالم کی تباہی کے حالات قرآن مجید کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو ہماری رُوح

خوف وہراس سے کانپ اُٹھتی ہے۔ ہاں! ہاں! اگر لواطت کے جرم سے قوم لوط کی بستیاں تباہ و برباد کی جاسکتی ہیں، اگر حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تولنے اور کم ماپنے کی وجہ سے ہلاک ہوسکتی ہے اور اگر ابرہہ کا انہدام کعبہ کا ارادہ تمام حملہ آوروں کو بربادی کے جہنم میں دھکیل سکتا ہے تو اے دُنیا کے مسلمو اور غیر مسلمو! اور مستقبل کے حوادث کو بھانپنے والے انسانو! آؤ ہم سب مل کر اُن تمام انسانی بستیوں میں گھس جائیں جہاں سے بوڑھے والدین کی مظلومانہ آہیں اُٹھ رہی ہیں، جہاں محسن کشی کا دور دورہ ہے، جہاں ہوس پرستوں نے ضعیف ماؤں کو ذلیل کر کے سارے اختیارات اپنی ناعاقبت اندیش، جاہل بے دین بیویوں کو دے رکھے ہیں اور دیکھیں کہ کہیں اہل بستی پر غضب الٰہی کے انتقامی انگارے تو برسنے والے نہیں؟ وہاں کے کوہسار بحکم پروردگار حرکت میں آ کر محسن آزار مخلوق کو پیسنے پر آمادہ تو نہیں؟ کیا اُن بدنصیب خطوں کو زلزلوں نے اپنی بازیگاہ کے لیے تو تجویز نہیں کر رکھا؟ غیر مسلمو! سن لو کہ تم تو اسلام کا انکار کر کے پہلے سے ہی جہنم کا ایندھن ہو اور اس پر والدین کو تنگ کر کے پیش از وقت شعلوں کو دعوت دے رہے ہو اور اے برادرانِ اسلام! ایمان کے بعد اگر تمہارا کردار (اسلامی) معاشرے کی قباحتوں میں موجودہ رفتار سے اضافہ کرتا رہا تو انجام کار خیر تمہاری بھی نہیں ہے۔ آؤ اور ہمارے ایک سوال کا بڑے تدبر سے جواب دو۔ وہ ماں جس نے سات لڑکوں کو پال پوس کر جوان کیا ہو۔ اب بڑھاپے میں رانڈ ہو چکی ہو۔ ساتوں لڑکے اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوں اور صاحب اولاد بھی ہوں۔ اُن کے تمام گھروں میں دُنیاوی خوشحالی و فارغ البالی ہو۔ بالفاظِ دیگر ہر گھر اہل خانہ کے لیے عشرت کدہ ہو۔ باورچی خانوں میں نعمت خانے موجود ہوں۔ ڈرائنگ روموں میں صوفے، قالین، دروازوں میں چلمنیں اور پردے اور اندر بجلی کے قمقمے رات کو دن سے زیادہ منور کر رہے ہوں۔ خدم و حشم بھی حسب ضرورت آگے پیچھے بھاگے پھرتے ہوں۔ مگر یہ نعمتوں سے بھرپور ماحول ساتوں گھروں کے رہنے والوں کو اس قدر غافل کر دے کہ اُن کی محسنہ، پرورش کرنے والی، اُن کی مخلص خادمہ، جس کے ہاتھوں میں رعشہ، قدموں میں ڈگمگاہٹ، کانوں میں بہرہ پن، آنکھوں میں موتیا بند ہو۔ ایک ایسی پرانی حویلی میں رہتی ہو، جس کی چار دیواری سجدہ ریزی کر رہی ہو۔ جس کے مکانوں کی بوسیدہ چھتیں ہوں اور کواڑوں سے کتے اور بلیاں آسانی سے اندر باہر آ جاسکیں۔ پھر بیماری اور تندرستی میں اُس کا پرسانِ حال بھی کوئی نہ ہو، مہمان بھی

آئیں تو بھرے ہوئے گھروں میں آئیں۔ اگر یہ بڑھیا تپ سے کراہتی ہوئی نصف شب کو (اللہ تعالیٰ آسمان دُنیا پر) کسی حاجت کے لیے لڑکھڑاتی ہوئی اپنی چارپائی سے اُٹھے اور اندھیرے میں فرطِ ضعف سے ٹھوکر کھا کر زمین پر گر جائے اور اس حالت میں اپنے غافل بیٹوں کے گھروں کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک آہ بھر کر (ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا) کہہ دے تو اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ طلوع صبح سے پہلے پہلے ان گھروں کے نغمات عشرت کہرام اور ماتم میں بدل جائیں۔ ان سے نعمتیں چھن جائیں۔ اُن کی بے بسی اور ہلاکت پر آسمان اور زمین ایک بھی آنسو نہ بہائے۔ کیا آپ نے وہ شعر نہیں سنا:

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دُعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

مگر ہم احکم الحاکمین کو گواہ کر کے کہتے ہیں، یہ ستائی ہوئی جان، یہ محروم خادمہ، یہ دھکیلی ہوئی محسنہ، یہ بکھرے ہوئے سفید بالوں والی مظلومہ اور یہ جھریوں والے چہرہ والی ضعیفہ جب زمین پر گرتی ہے تو فرطِ شفقت سے کہتی ہے کہ یا اللہ میرے بچوں کی خیر اور جب یہ نیم مردہ زمین سے اُٹھتی ہے تو پھر بھی کہتی ہے کہ یا اللہ! میرے شیروں کی خیر۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو اسلام ایذائے ستم گر کے روا دار نہیں

آپ مانیں یا نہ مانیں، مگر یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ماں کی رُوح انتقامی جذبات سے ناآشنا ہوتی ہے۔ وہ اپنے نافرمان بچوں کے لیے بھی سراپا رحمت ہے۔ وہ عفو کی زندہ مثال ہے۔ میں یہاں پر ایک دو واقعات کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں میں جس کو چاہے گا معاف کر دے گا لیکن والدین کی نافرمانی کے جرم کا مرتکب موت سے پہلے ہی دوران زندگی میں جلد از جلد کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ حقوقِ والدین ایک ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا قیامت کی ہولناکیوں سے پیشتر ہی شروع ہو جاتی ہے۔ اور قدرت کا اٹل قانون مکافات والدین کے باغیوں کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ بلاشبہ تیرا پروردگار البتہ گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ شاید یہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا کو روزِ محشر تک اُٹھا رکھنا گویا ایک اہم ترین فوری امر کو معرض التوا میں ڈالنے کے مترادف ہے یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ غفار کی شان کریمی کا

تقاضا ہے کہ مجرم اپنی سزا کی ابتدائی صورتیں سامنے دیکھ کر اِسی زندگی میں اپنے جرائم سے توبہ کر لے اور قیامت کے دن فرمانبرداروں میں اُٹھایا جائے۔ ہائے حسرت! ہائے افسوس! کاش میں فرقہ نسواں پر جو ظلم ہو رہے ہیں اُن کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لیے، اُن کی بھلائی کے لیے کچھ کر سکتا۔ والدہ ماجدہ کے تاریک پہلو میں قدرت نے میری زندگی کا آغاز کیا اور وہاں چند ماہ رکھ کر میرے اللہ نے مجھے انسانی شکل عطا فرمائی۔ بالفاظ دیگر پروردگارِ عالم نے میری زندگی کی ابتدا بطن مادر کی تاریکیوں میں شروع کی اور میری اُس زندگی کا سبب والدہ کی حیات عارضی کو بنایا۔ نو ماہ کی طویل مدت میں میرے جسم کی پرورش والدہ کی قوتوں پر ہوتی رہی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھ میں قوتِ بصارت، قوتِ تنفس اور ہر قسم کی حس و حرکت اُس وقت پیدا ہوئی اور اُتنی مقدار میں پیدا ہوئی۔ جس وقت اور جتنی مقدار میں یہ قوتیں میری ماں کے جسم سے کم ہوگئیں اور میرے جسم میں منتقل ہوگئیں۔ میرے چہرے کی معصومانہ حسین چمک دمک یعنی میرے ماتھے کی سمیں جھلکیں، میرے رخساروں کی دلکش بناوٹ، لبوں کی قدرتی سرخی، ناک کا معیاری حسن اور پھر اُس کے ساتھ میرے ملکوتی تبسم کی دلفریبیاں مجھ میں اس وقت پیدا ہوئیں۔ جب میری والدہ کے مبارک اور پر عصمت چہرے سے یہ سارے انوار کم ہوگئے۔ گویا میری پیدائش کے بعد اُس کا چہرہ پہلے کی طرح بارونق نہ رہا۔ کیونکہ اس کی وہ دلکشی میرے قویٰ کی تعمیر میں صرف ہو کر رہ گئی۔ ہاں، ہاں، میری ماں کی بصارت، حس و حرکت، شنوائی، گویائی، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسہ، بلکہ حس مشترک، خیال، متخیلہ، واہمہ اور قوتِ حافظہ میں بھی انحطاط پیدا ہو گیا۔ تب کہیں جا کر میرے ناتواں جسم میں حواس عشرہ کا ظہور ہوا۔ دراصل میں کیا ہوں؟ اپنی ماں کے مجموعہ قویٰ کا ایک مختصر سا مظہر ہوں۔ آج مرنے کے بعد میری ماں میرے جوان قد و قامت کو، جس کی پرورش میں اس کی قوتیں صرف ہوئی تھیں، دیکھنے سے عاجز ہے کیونکہ اُس کا مبارک جسم قبر کی تاریکیوں میں پڑا ہے۔ آج اپنی شفقت اور جانفشانی کے باوجود میری والدہ مجھ کو یہ ہدایت کرنے سے قاصر ہے کہ میں اُس کی امانت (جسمانی قوتوں) کا صحیح استعمال کر رہا ہوں یا غلط استعمال کر رہا ہوں۔ وہ لحد میں پڑی ہے۔ اس کو یہ بھی معلوم نہیں اور نہ ہی معلوم کرنا چاہتی ہے کہ میں نے اس کے احسانات کے عوض اُس کی یاد کو اپنے دل میں جگہ دی ہے یا نہیں۔ اگر قبر کے دروازوں کا کھلنا ممکن بھی ہو، تو میری ماں مجھ کو نہیں پہچان سکتی۔ کیونکہ اب میں جوان ہو چکا

ہوں۔ اگر ہم اب بازار میں ملیں تو یقیناً میری والدہ نا آشناؤں کی طرح میرے پاس سے گزر جائے گی۔ ہاں اگر میری رُوح میں فرزندانہ احساسِ خدمت موجود ہو گا تو بہت ممکن ہے کہ اس صورت میں میری ماں مجھ کو شناخت کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اُن پیدائشی احسانات کے بدلے میں، ہائے! میں نے کون سی ایسی خدمات پیش کی ہیں اور اپنی ماں اور فرقہ نسواں کے لیے کون سی قربانیاں دی ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہو سکے کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ ہائے افسوس! مجھے رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ عورت کا اُن مصائب بھرے ایام وشہور کا صلہ کہیں سے نہیں ملتا جبکہ وہ بچے کا سیروں وزن اپنے پیٹ میں اُٹھائے پھرتی ہے۔ الہٰی! مجھے وہ وقت یاد آتا ہے جب میرا جونک جیسا جسم بطن مادر میں خون چوس چوس کر پرورش پا رہا تھا۔ الہٰی! وہ گھڑیاں کس قدر جانکاہ اور رُوح فرسا تھیں، جب میری ولادت کے وقت میری ماں دردِ زہ کی شدت سے موت کے جہنم میں گرنے کے قریب پہنچ گئی تھی۔ ہائے افسوس! صد ہزار افسوس! میں نے اپنی مرحومہ والدہ اور فرقہ نسواں کے احسانات کے شکریے میں درہمے، قدمے، سخنے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر میں سب کچھ بھی کرتا تو پھر بھی اپنے فریضے سے عہدہ برآ نہ ہو سکتا۔ واحسرتا! وامصیبتا! زمانے کو کیا ہو گیا ہے؟ ظلم و ناانصافی کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ مرد عورت کے حقوق کو ہر شعبۂ حیات میں پامال کرنے پر تلا ہوا ہے اور اس طرح سے اس محسنۂ کائنات کو اپنے جبر و استبداد کے زیرِ اثر رکھنا چاہتا ہے۔ مرد کی حریصانہ قوتوں کا تقاضا ہے کہ وہ اس معصوم و نازک طبقے کو اپنے قاہرانہ رویہ سے مغلوب و مرغوب رکھے۔ لہٰذا اے میری ماں کی قبر! تو بند رہ اور ہمیشہ کے لیے بند رہ کیونکہ مجھے اپنی احسان فراموشیوں اور نابکاریوں کی وجہ سے ماں کے حضور پیش ہونے سے شرم آتی ہے۔ مجھ جیسا نالائق بیٹا کسی مشفق ماں کے سامنے کیونکر حاضر ہو سکتا ہے۔ خدائے قدوس شاہد ہے کہ ان سچے اثرات کی وجہ سے میرا جسم کانپ رہا ہے اور آنکھیں سرشک آلود ہیں۔ اس حالت میں میری رُوح اس آرزو سے جل رہی ہے کہ کاش! یہ پاکیزہ خیالات میرے دل و دماغ میں پرورش پاتے، کاش! میرے دل کی گہرائیوں میں یہ گرانمایہ موتی ہوتے اور میں اپنی طبعِ غواص سے ان آبدار جواہرات کو نکال کر منظرِ عام پر لاتا۔ اور اُمید کرتا کہ عصرِ حاضر کے نوجوان ان گوہر ہائے نایاب کی چمک سے محو حیرت ہو کر اپنی ضعیف والدہ کے قدموں پر گر پڑتے اور اس طرح سے اپنی نجات کا وسیلہ حاصل کر سکتے۔

نصیحت

اے ماں باپ کے نافرمان! بے ادب، گستاخ، نالائق، بدبخت و بدنصیب اور ان کے احسان عظیم کو فراموش کر دینے والے! اے اہم ترین اور بہترین متاع عزیز کو ضائع کر دینے والے! اے بڑی سے بڑی نافرمانی کو مضبوط پکڑنے اور دلیری سے کرنے والے! اے فرض واجب اور اللہ و رسول کے حکم بھولنے والے اور قبر کی رات کو بھولنے والے! اے قیامت کے دن کو، پل صراط سے گزرنے والے وقت سے غفلت کرنے والے، اے اپنے آقا و مولیٰ کی حضوری میں اپنی پیشی کو بھلانے والے! اے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت نہ کرنے والے! سن اور یاد رکھ! ماں باپ کی خدمت اور ان کی ہر طرح سے دل و جان سے فرمانبرداری کرنا تیرے اوپر فرض اور ہر کام سے زیادہ ضروری ہے۔ اور تو اس کا بدلہ دیتا ہے۔ ان کی نافرمانی کر کے، جھڑک کر کے، ان کی برابری کر کے گستاخی کر کے جاہل بے دین بیوی کی سن کر کے، ماں کو برا بھلا کہتا ہے۔ بیوی کو کھلاتا پلاتا اور اچھے سے اچھا پہناتا ہے۔ اس کو ہر طرح سے عیش و آرام سے رکھتا ہے۔ گویا تو بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دیتا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ ایسا کرنے والے تجھ پر اللہ کی لعنت ہے ماں کے لیے تیرے پاس روٹی نہیں، کپڑا نہیں، اس کی دوا کے لیے تیرے پاس پیسہ نہیں، رہنے کو ماں کے لیے گھر میں جگہ نہیں۔ اس کی کوئی بات اور کوئی نصیحت تجھے پسند نہیں، کہتا ہے کہ بیٹھی رہو تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تجھے کچھ خبر نہیں، تیری عقل ماری گئی ہے۔ اے بدبخت! او بدنصیب! شاباش تیرے اور تیرے پھٹے منہ کے: تجھے اپنی پیدائش کے اور گندگی میں بھرے رہنے کے دن بھول گئے؟ اب تجھے ماں نہیں اچھی لگتی، اپنی ماں کو ماں اور اپنے باپ کو باپ نہیں کہتا۔ ان کو ماں باپ کہنا تجھے عار ہے اور تیرے لیے شرم کی بات ہے۔ اور اگر کہتا بھی ہے تو بڈھا اور بڈھی، اس سے زیادہ یا اس کے علاوہ ادب کے سب الفاظ تیرے لیے ختم ہو گئے ہیں۔ اے عقل و انصاف کا خون کرنے والے! کیا تو اسی دلیری اور کرتوت پر جنت کا طالب ہے۔ حالانکہ وہ جنت جو اللہ پاک کی رضا کا مقام ہے وہ تیری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اے اندھے کیا تو اپنے اصل کو (اس فانی چند روزہ جوانی کے نشہ میں آ کر) بھول گیا۔ اس عارضی زندگی کے نشہ میں بدمست ہو گیا اور اصل مقصد کو بھول

گیا۔ کیا تجھے ماں کے پیٹ میں رہنے کے دن بھول گئے؟ کیا تجھ کو اب قبر کے پیٹ میں جانے کے دن بھول گئے؟ تیری ماں نے نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھا اور وہ نو ماہ گویا نو سال کے برابر ہیں۔ اس نے تجھے اپنا خون دودھ کر کر کے اپنی چھاتی سے پلایا اور تیری وجہ سے اس نے اپنی نیند کو اُڑایا اور اپنے ہاتھوں سے تیری گندگی کو دھویا اور کھلانے پلانے میں اپنے سے بھی زیادہ تیرا خیال وفکر رکھا اور اپنی گود کو تیرے لیے گہوارہ بنایا۔ تیرے اوپر ہر طرح سے احسان اور مہربانیاں کیں۔ اگر تجھے کوئی مرض یا شکایت ہوئی تو حد سے زیادہ غمگین ہوئی اور بہت دیر تک دردوغم سے روتی رہتی۔ تیرے علاج اور تیری بیماری پر خرچ کرنے کے لیے اپنے مال کا ذرا دریغ نہ کرتی۔ کبھی کسی حکیم کے پاس جا، کبھی کسی ڈاکٹر کے پاس جا، جگہ جگہ ڈاکٹروں حکیموں کے پاس مصیبت کی ماری ماری پھرتی۔ جہاں کہیں کسی اچھے ڈاکٹر، حکیم یا کسی سیانے کا پتہ لگتا وہیں لے کر جاتی، کہ جس طرح ہو میرے لال کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو اور دل کے چین کو راحت و آرام اور صحت مل جائے۔ اگر اس کو یہ اختیار دے دیا جاتا یا اس کے یہ اپنے بس میں ہوتا کہ تیری زندگی تیرا جینا، تیری ماں کی موت کے اندر ہے تو وہ تیرا جینا اور اپنا مرنا قبول کر لیتی وہ تیری زندگی کے مقابلہ میں اپنی جان کی بازی لگا دیتی۔ اے بے انصاف! یہ ہے ماں کی خدمت اور تو نے کتنی مرتبہ اس کے ساتھ برے سے برا سلوک کیا ہے۔ جس کا تجھے سب پتہ ہے۔ اس نے ہر وقت ظاہر اور پوشیدہ تیرے آگے اور پیچھے، اونچی اور نیچی آواز سے تیرے لیے دعائیں کیں، تیری بلائیں لیں۔ اللہ اللہ کر کے ان کی تمنا پوری ہوئی کہ تو بڑا ہوا اور اپنی جوانی کو پہنچا اور وہ اب تیرے سامنے اپنے بڑھاپے کو پہنچی اور تیری محتاج ہوئی۔ لیکن تو اس کو اب اپنے لیے ایک ذلیل حقیر و بے وقعت اور بے عزت سمجھتا ہے۔ تو اور تیری بیوی خوب کھا پی کر پیٹ بھر لیتے ہیں اور وہ بھوکی پیاسی رہتی ہے اور تو اس کی خدمت پر اور اس سے اچھا اپنے اہل وعیال بیوی بچوں کو سمجھتا ہے اور اس کے احسانات کو تُو نے بھلا دیا ہے۔ یاد رکھ تجھے بھی تیری اولاد اسی طرح سے عنقریب بھلا دے گی حالانکہ ماں کا کام اور اس کی خدمت تیرے لیے آسان ہے۔ مگر تو اپنے نزدیک اس کو مشکل سمجھتا ہے اس کی عمر تیرے نزدیک بہت لمبی ہے۔ سمجھتا ہے کہ یہ مرنے میں نہیں آتی حالانکہ وہ بہت کم ہے اور تو نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ یہ حالات اور واقعات ہیں تیرے۔ حالانکہ تجھے اللہ کریم نے اُف کہنے سے بھی منع کیا ہے۔ اے

اللہ پاک کے احکام وقرآن کو قصہ کہانی اور ایک معمولی بات سمجھنے والے! اور ماں کے حق کو پامال کرنے والے اب بھی سمجھ جا اور توبہ کر کے ماں کے قدم پکڑ کر اپنی خطائیں معاف کرالے ابھی وقت ہے ورنہ عنقریب تجھ کو عذاب دیا جائے گا۔ اس دنیا میں تجھ جیسے لڑکوں کے ساتھ اور آخرت میں عذاب دیا جائے گا اللہ کریم سے دوری کے ساتھ۔ لہٰذا اے بے عقل اور ماں کے حق سے غافل اب بھی وقت ہے کہ تیری ماں زندہ ہے۔ تیرے قصوروں کی معافی تلافی ہو سکتی ہے۔ ماں کے دنیا سے گزر جانے کے بعد تجھے پشیمانی ہوگی اور پھر عمر بھر کو رونا اور پچھتانا پڑے گا۔ ماں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت ہی لطیف اور باریک انداز میں جھڑکا ہے۔ تُو خالق کے فرمان کو فراموش نہ کر، اس کے حکم کو سر آنکھوں پر اُٹھا، اس کی قدر کر۔ پس:

☆ اے بے خبر اگر تو سمجھے تو تیری ماں کا تیرے اوپر بہت زیادہ حق ہے اور تیرا زیادہ حق ادا کرنا بھی اس کے مقابلہ میں کم ہے۔

☆ کتنی ہی راتیں اس نے تیرے بوجھ کی وجہ سے بیقراری میں گزاریں اور اس کے دل سے رونے اور کراہنے کی آواز تھی۔

☆ اور تیری پیدائش میں تو اس کو بہت تکلیف ہوئی اور ایسے ایسے پھندے لگے جن سے قلب پریشان ہو کر اڑنے لگتا ہے۔

☆ اور کتنی ہی مرتبہ تیری گندگی کو اس نے اپنے سیدھے ہاتھ سے دھویا اور اس کی گود تیرے لیے مثل ایک چارپائی کے ہے۔

☆ اور تیری تکلیف پر وہ جان دینے کو تیار ہے اور اس کی چھاتی میں تیرے لیے خالص دودھ اللہ نے موجود رکھا ہے۔

☆ کتنی مرتبہ وہ بھوکی پیاسی رہی۔ لیکن تجھ کو اپنی غذا کھلائی محبت اور مہربانی کی وجہ سے۔ اس وقت جب کہ تو بچہ تھا۔

☆ پس! افسوس ہے اس عقل والے کے، جو اپنی خواہشات کی تابعداری کرتا ہے اور افسوس ہے اس دیکھنے والے کے لیے جو دل کا اندھا ہے۔ آ سمجھ اور ماں کی دعائیں لینے کو اپنے اوپر لازم

کرلے کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے۔

﴿ماں باپ کے ساتھ زیادتی کا تلخ احساس﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی ایک ایسی نیکی ہے جس کا ثواب بہت جلد ملنا شروع ہو جاتا ہے اور قطع رحمی اور سرکشی ایسا گناہ ہے جس کی سزا دُنیا ہی میں مل کر رہتی ہے۔ رہا آخرت کا عذاب تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ رہے گا۔ اور آخرت ہی میں قطع رحم کرنے والا اور سرکش اس عذاب میں جھونکا جائے گا۔ (تنبیہہ الغافلین، باب صلۃ الرحم)

تاریخ کے بے شمار واقعات اس ارشادِ نبوی ﷺ کی صداقت کے گواہ ہیں۔ اس کے تحت ایک تازہ ترین اور حیرت انگیز واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

﴿قصہ ایک مولانا صاحب کا﴾

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے گئے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں ایک مولوی صاحب روزانہ قرآن پاک کی ان آیات کی تشریح کیا کرتے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں کسی موقعہ پر بھی اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان کے ساتھ احترام اور ادب کے ساتھ بات کرو۔ نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو اور دُعا کیا کرو کہ: اے پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ بچپن میں مجھے پالا تھا۔" (سورۂ بنی اسرائیل، پارہ نمبر ۱۵)

اور بعض وقت بیان کرتے کرتے ان کی آواز لرزنے، کانپنے لگتی اور الفاظ رک رک کر زبان سے نکلتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگتیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی میری طرح سے سب حیرت زدہ ہیں کہ آخر ان آیات قرآنی کی تشریح میں مولوی صاحب پر اس قدر

گریہ زاری کیوں طاری ہوتی ہے؟ اس کی ان سے ضروری وجہ دریافت کرنی چاہیے تاکہ ہمیں بھی کچھ نصیحت حاصل ہو۔ لہٰذا جب وعظ ختم ہو چکا تو ہم نے ان کو چائے پینے کے لیے کہا۔ ہمارے زیادہ اصرار کرنے سے مولوی صاحب مان گئے۔ ہم حرم شریف سے باہر نکل کر ایک ہوٹل میں چائے پینے بیٹھ گئے۔ حج کے دنوں میں حرم شریف کے آس پاس جتنے ہوٹل ہوتے ہیں، وہ اکثر دن رات کھلے ہی رہتے ہیں۔ غرض ہم بھی ایک ہوٹل میں جا کر چائے پینے لگے اور باتیں کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں ہم نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولانا صاحب کیا آپ ہمیں اتنا فرمائیں گے اور اس پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالیں گے کہ ان آیاتِ الٰہی کی تشریح میں جناب اتنے غمگین اور افسردہ کیوں ہوتے ہیں؟

مولانا صاحب کی درد بھری آپ بیتی

مولانا صاحب نے اس طرح سے اپنا واقعہ بیان کرنا شروع کیا کہ میں کلکتہ کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ میرے والدین شہر میں رہتے تھے اور میرے والد ایک پرائیویٹ کارخانے میں ملازم تھے۔ پڑھے لکھے تو معمولی سے تھے لیکن نہایت نیک اور خدا ترس آدمی تھے۔ میری عمر ابھی چار سال ہی کی تھی کہ مجھے ایک اسلامی سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ میرے والدین مجھے دینی علوم کی تعلیم دلانا چاہتے تھے اس لیے میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں عربی زبان سیکھ لی۔ میں دینی تعلیم کے دوران انگریزی بھی پڑھتا تھا اور والد صاحب کے ایک دوست کے مدرسے سے میں نے میٹرک یعنی دسویں جماعت کا امتحان پاس کر لیا۔ میری خواہش افسر بننے کی ہوئی۔ میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا۔ والد صاحب کو اس زمانے میں نوکری کے ۲۰۰ روپے ملتے تھے، جن سے پورے گھر کا خرچ چلانا پڑتا تھا اور پھر آئندہ کے لیے بھی فکر کرنی تھی۔

والد صاحب کا ارادہ اور میرا خیال ﴾ میرے والد صاحب کا یہ خیال تھا کہ میں اب کوئی ملازمت کر لوں تاکہ گھر کا انتظام سنبھالنے میں آسانی ہو۔ لیکن میرا پکا ارادہ کالج میں داخل ہونے کا ہو چکا تھا۔ میں نے والد صاحب کی بے حد خوشامد کی اور ان کو منایا۔ آخر کار والد صاحب راضی ہو گئے۔ میں نے ایک کالج میں داخلہ لے لیا۔ میری والدہ بڑی کفایت شعار اور عقلمند تھیں۔ اپنے خالی وقت میں وہ موم بتیاں بنا کر

اچھے خاصے پیسے حاصل کر لیتیں۔ اس طرح سے ان کو محنت تو بہت کرنی پڑتی، لیکن وہ میری سب ضروریات پوری کرتی تھیں۔ فیس تو والد صاحب دے دیتے تھے اور دوسری ضروریات کے لیے میری والدہ مجھے چپکے سے روپے بھیج دیتیں۔ مجھے معلوم تھا کہ والد صاحب بھی میرے اخراجات اور دوسرے بھائیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ڈیوٹی سے زیادہ وقت (اوور ٹائم) کام کرتے تھے۔ اس طرح سے ان کو زیادہ پیسے حاصل ہو جاتے اور ہمارا خرچ چلتا رہا اور میں نے چھ سال میں ڈگری حاصل کر لی۔

انگریزی تعلیم اور کالج کے ماحول کا اثر ✧ میں نے ڈگری تو بے شک حاصل کر لی، مگر اس کالج کی تعلیم کے دوران اور زمانے میں اور کالج کے ماحول کے رہن سہن نے میرے اسلامی شعار اور طریقے کو بالکل ہی بدل دیا اور میں اسلامیات کو بالکل ہی بھول چکا تھا۔ اس لیے کہ یہ ماحول ہی نیا اور ایسا تھا کہ میں وہاں کا رنگ لیے بغیر نہ رہ سکا۔ میرا ذہن، میرے خیالات، جدید تعلیم و تربیت سے بے حد متاثر ہو چکے تھے۔ اب کیسا دین اور کیسے دین کی باتوں پر چلنا اور کیسا نماز، روزہ کرنا۔ میرے حالات اور خیالات سب ہی بدل چکے تھے۔ میں نے چھٹے سال پورے کالج میں اول نمبر پر کامیابی حاصل کی۔ اس لیے درخواست دینے پر مجھے اسی کالج میں ملازمت مل گئی۔ اور میں ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پانے لگا۔ چند سالوں میں میری تنخواہ پانچ سو روپیہ ماہوار ہو گئی۔

میری شادی ✧ اب والدین نے میری شادی کی فکر کی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی نیک اور دیندار لڑکی سے میری شادی ہو۔ جو گھر میں ایک اچھی بہو کی طرح رہے۔ لیکن میری خواہش یہ تھی کہ وہ آج کل کی نئی تہذیب اور نئی تعلیم سے واقف ہوتا کہ موجودہ دور اور اعلیٰ سوسائٹی میں کھپ سکے۔ ہر ایک کے ساتھ کھلے عام باتیں کر سکے، ننگے ڈانس دیکھ سکے اور ننگے ڈانس کر سکے، سینہ تان کر بازاروں میں چل سکے اور ہر بے حیائی کے کام میں ترقی کر کے آگے بڑھ سکے۔ لہٰذا میں نے اپنی پسند کا ذکر اپنی ماں کے ذریعہ سے اپنے والد صاحب سے کر دیا۔ لیکن انہوں نے اسے پسند نہ کیا اور برا مانا۔ لیکن مجھے نئی روشنی کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔ ایسا بھوت سر پر سوار تھا کہ کہاں کا خدا کا خوف اور کہاں کا دین کا شوق، نہ قرآن مجید سے محبت اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت۔ ہر طرف سے نفس اور شیطان نے پوری طرح سے رنگ چڑھا دیا اور میں اپنی ضد پر قائم رہا۔ ماں باپ کی بات کسی طرح بھی میری عقل میں نہ آتی تھی اور نہ ہی میں

ماننے کے لیے تیار تھا۔ بہر حال میں نے اپنے والدین کو بار بار اصرار کر کے راضی کر لیا۔ وہ میرے اصرار سے راضی ہو گئے۔ شاید اس وجہ سے کہ انہیں اندیشہ تھا کہ اگر وہ انکار کر دیں تو شاید میں اپنی من مانی کروں، اس خوف سے انہوں نے ہاں کر دی۔ لہٰذا ایک فیشن ایبل، جاہل دین سے بے بہرہ لڑکی سے میری شادی ہو گئی۔ شادی کو ابھی دو چار مہینے ہوئے تھے کہ والد صاحب کے کارخانے میں ایک گیس کی ٹنکی پھٹ جانے سے ان کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ اس لیے اب وہ کارخانے جانے سے معذور اور بے کار ہو گئے اور کام کے قابل نہ رہے اور اب وہ گھر میں ہی رہنے لگے اور ان کو کارخانے کی طرف سے ایک معمولی رقم معذوری الاؤنس کے طور پر ملنے لگی۔

میری بیوی کی عادت میری بیوی کو اسلامی تعلیم و تہذیب سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ وہ تو صرف آزاد خیال اور تیز مزاج عورت تھی، جسے نہ خوف خدا اور نہ عشق مصطفیٰ۔ وہ کیا جانے کہ اسلام کیا ہے؟ (پڑھیے خواجہ محمد اسلام کی کتاب 'حسن پرستوں کے انجام کا منظر') وہ تو پہلے ہی دن سے جاہل مطلق تھی۔ کچھ اس کی سہیلیوں نے اس کے کان بھر دیئے تھے کہ اری دیکھو! ساس سسر کی خدمت کرنا تمہارا فرض نہیں بلکہ ساس سسر تو تمہاری خدمت کے لیے ہیں، تم ان سے جو چاہے خدمت لینا۔ جو لڑکیاں جاہل گنوار اور بے عقل ہوتی ہیں، وہ اپنے ساس سسر کی خدمت کیا کرتی ہیں۔ تمہارا کوئی حق وق نہیں ان کی خدمت کرنے کا۔ تم اپنے شوہر کی ہو کر رہنا، بس۔

دیکھئے! خواجہ محمد اسلام کی طبع شدہ کتابیں: حسن پرستوں کے انجام کا منظر، موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا، جنت کا منظر، فرمان رسول، حج کا منظر، انسانی زیور، قصص الانبیاء، زندگی بے بندگی شرمندگی، تذکرۃ الاولیاء اور بہت سی دیگر کتابیں۔

میری حالت اس وقت میں کسی انگریز سے کم نہ تھا۔ میرے دن اور رات، صبح و شام عیش و مزے میں گزرتے تھے۔ اب سوائے خواہشات نفسانی کے نشہ کے کچھ یاد ہی نہ تھا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ میری یہ محبوبہ بیوی میرے بوڑھے ماں باپ کی خدمت سے نفرت اور پرہیز کرتی ہے، تو میں اس پر ناراض ہوا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے مجھ پر جادو کر دیا، کہ میں اس کی ہر حرکت پر اظہارِ ناپسندیدگی نہیں کرتا تھا۔ میں اس کی تلخ مزاجی اور ڈانٹ ڈپٹ کو برا نہ جانتا تھا۔ خواہ وہ میرے سامنے میرے والدین کو

کچھ بھی برا بھلا کہتی رہتی، لیکن میرے کان پر جوں نہ رینگتی اور مجھے ذرہ بھر بھی احساس اور برا معلوم نہ ہوتا تھا۔ اب وہ میرے والدین پر ہر آئے دن طرح طرح کے الزامات لگانے لگی۔ لیکن کیا کرتا میں اب صرف نفس کا بندہ بن گیا تھا اور روحانی موت مر چکا تھا۔ مجھے اس سے اتنی محبت ہوگئی تھی کہ میں اسے کچھ بھی نہ کہتا تھا۔ حتیٰ کہ زبان تک نہ اس کے سامنے ہلاتا۔ بس ہر وقت اسی کا کلمہ پڑھتا اور اسی کے محبت کے گن گاتا، جو کچھ ہوتا پڑا دیکھتا رہتا۔ پیارے والدین نے بے بس اور مجبور ولاچار اور نہایت تنگ آ کر مجھ سے فریاد اور شکایت کی۔ آہ! میری بدبختی، تو میں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آپ کو غلط فہمی ہے، میری بیوی ایسی نہیں ہے، وہ بڑی عقلمند اور صاحب سلیقہ ہے، آپ کی عقل ٹھیک نہیں ہے۔

ایک دن کا واقعہ ﴿ ایک روز کی بات ہے کہ والد صاحب رات کو کسی ضرورت سے پانی لینے اٹھے، نابینا تو تھے ہی، ایک اسٹول سے ٹکرا گئے اور اسی اسٹول پر دودھ کا برتن رکھا تھا۔ وہ زمین پر گر گیا اور سارا دودھ زمین پر الٹ گیا۔ بس پھر کیا تھا، بیگم صاحبہ اٹھیں اور ان کو بہت بری طرح سے للکارا: تمہیں شرم نہیں آتی چوری کرتے ہوئے، چھوٹے منے کا دودھ رکھا ہوا ہے اور چاہتے ہو کہ چپکے سے خود پی لوں۔ خبردار! جو آئندہ ایسی حرکت کی، اچھی طرح دودھ پینے کا مزہ چکھا دوں گی۔

میری والدہ کا کہنا ﴿ میری دکھی والدہ بھی جاگ رہی تھیں، انہوں نے بڑی نرم آواز سے کہا: نہیں بیٹی ایسا نہ کہو، یہ تو پانی پینے اٹھے تھے۔ سامنے سٹول تھا، دودھ کا برتن گر گیا۔

بیگم صاحبہ نے کہا ﴿ چپ رہ بڑھیا، لگی باتیں بنانے اور تاویلیں کرنے۔ مجھے پڑھاتی ہے، تجھے کچھ تمیز بھی ہے بات کرنے کی۔ بڈھی تجھ سے بھی نمٹوں گی۔ دیکھ تو سہی جب تیری بھی خبر لوں گی۔ دور ہو، میرے سے۔ خبردار! آئندہ جو میرے سامنے بڑبڑائی۔ تیری عقل گھسیا گئی ہے؛ کہتی ہے ایسا نہ کہو، سٹول سے ٹکرا گئے۔ میں جانتی ہوں انہیں چوری سے کھانے پینے کی عادت ہے۔ غرض میری بیوی نے انہیں بہت ہی بری طرح سے جھڑکا اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور میں پڑا پڑا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ لیکن میں نے بیوی کو نہ روکا بلکہ اسے ایک لفظ بھی نہیں کہا کہ یہ تو ان سے کیا کہتی اور کیوں کہتی ہے۔ اسے ٹوکا تک نہیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک دن میرے ماموں آئے اور میرے والد اور والدہ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ بیوی کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔ جب اسے آنے پر پتہ لگا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ شکر ہے کہ سر سے بوجھ اترا اور کہا کہ اچھا ہوا کہ روز روز کی کل

کل سے نجات ملی۔ اس واقعہ کو تین سال گزر گئے۔ اور ایک بچہ کی پیدائش کے بعد میری بیوی کا انتقال ہو گیا۔ بس میرے لیے بہت ہی مصیبت کا سامنا تھا، بیوی کا مرنا کیا تھا، میری زندگی سنسان ہوگئی اور اکثر میں کھویا کھویا سا رہنے لگا۔

میرے ایک دوست کی ہمدردی اور میری دوسری شادی ❁ میرے ایک بہت ہی مخلص دوست تھے۔ انہوں نے جلد ہی ایک غریب گھرانے میں میری شادی کرادی۔ اور یہ میری بیوی حافظ قرآن نہایت ہی نماز، روزہ اور قرآن مجید کی تلاوت کی پابند، بڑی ہی دیندار اور میری ہر طرح سے فرمانبردار تھی۔ وہ اب بھی زندہ اور میرے گھر آباد ہے۔ جب میں فکر آخرت سے بے فکر بستر پر پڑا کھیلوں کے میچ دیکھ کر زندگی کا بہترین وقت ضائع کر رہا ہوتا ہوں جس کی مجھ سے باز پرس قیامت کے دن کی جائے گی۔ تو وہ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوتی ہے۔ ایک دن کی بات ہے کہ میں چارپائی پر بیٹھا تھا اور بیوی قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی کہ اچانک وہ اس آیت پر پہنچی کہ جس کی تلاوت وتشریح روزانہ آپ مجھ سے سن رہے ہیں تو میری آنکھوں کے سامنے وہ تمام واقعات آگئے جو پیچھے گزر چکے تھے اور میرے ساتھ میرے ماں باپ نے جو سلوک کیا تھا اور انہوں نے جو زحمت وتکلیف میرے لیے گوارا کی تھی، تو میری زبان سے یہ بے ساختہ نکل گیا کہ ہائے میرے ماں باپ! اور میں ہوش میں نہ رہا۔ غرض اب اتنے عرصے کے بعد مجھے اپنے ماں باپ کی یاد آئی کہ زمانہ دراز گزر گیا۔ ہائے افسوس!

میری بے چینی ❁ میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ میری بیوی دوڑی ہوئی آئی اور سمجھی کہ شاید مجھے کوئی تکلیف ہوگئی ہے۔ لیکن اس کے بار بار دریافت کرنے پر میں نے اسے پورا واقعہ جلدی جلدی سنا دیا۔ اب مجھے بڑی بے چینی ہوئی کہ میں اپنے والدین کو کیسے پاؤں؟ میں دوسرے ہی دن اپنے ماموں کے ہاں گیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ والدین کئی مہینوں پہلے گھر جانے کے بہانے یہاں سے روانہ ہو چکے ہیں۔ بس اتنا سنتے ہی میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی کہ ہائے بڑھاپے اور نظر کے نہ ہونے کی حالت میں کہاں گئے ہوں گے۔ میں فوراً ہی اپنے والد کا فوٹو لے کر (جو کہ کارخانہ میں کھینچا گیا تھا) قریب ہی تھانے میں گیا اور فوٹو دے کر رپورٹ لکھوائی۔ اور کئی اخباروں میں بھی فوٹو کے ساتھ خبر چھپوائی اور اِدھر اُدھر کئی آدمیوں کو روانہ کیا۔ اب مجھے رات بھر نیند نہیں

آتی تھی اور ہر وقت اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح بھی میرے والدین مل جائیں۔ میں نے اللہ سے خوب گڑگڑا کر توبہ کی اور دُعائیں کیں کہ الٰہی! میرے ماں باپ کو واپس لوٹا دے۔ تیسرے روز ایک پولیس والا آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ جو شکل آپ نے لکھوائی ہے بالکل اس سے ملتی جلتی شکل کا ایک بوڑھا آدمی ایک قبر پر بیٹھا فاتحہ پڑھ رہا تھا۔ میں دوڑتا ہوا قبرستان پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ میرے چچا تھے۔ میں ان کے قدموں پر گر پڑا اور اپنے والدین کو دریافت کرنے لگا۔ چچا نے نظر اٹھائی اور دو سامنے والی قبروں کو مخاطب کر کے پکار کر کہا بھائی اکرم! اور بھابی زبیدہ! دیکھو تمہارا لاڈلا افسر آیا ہے۔ اکرم میرے والد اور زبیدہ میری ماں کا نام تھا۔ چچا جان کے منہ سے یہ بات سن کر میں اوندھے منہ قبر پر گر پڑا اور پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار رونے لگا۔ پھر کیا بنتا ہے:

پھر پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

بس اتنا کہہ کر مولانا صاحب خاموش ہوگئے تو میں نے مولانا کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بزرگوں نے سچ کہا ہے کہ: انسان سے بعض ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں جو ساری عمر کے لیے افسوس پیدا کر دیتی ہیں۔ مگر نادم ہونے والوں کے لیے، اللہ کے خوف سے عاری لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ اور زیادہ ظالم ہو جاتے ہیں۔

ماں باپ کی نافرمانی اور رنج دینے پر عذاب اور فرزندوں کے حقوق والدین پر

حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے اور حکم کیا پروردگار تیرے نے اے محمد ﷺ! مکلفوں پر اس بات کا کہ عبادت نہ کریں کسی کی مگر اللہ برحق کی کیونکہ سوائے اس کے اور کوئی لائقِ تعظیم و بندگی کے نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کریں۔ حق تعالیٰ نے اپنی عبادت کو ماں باپ سے احسان کرنے کے ساتھ ملایا کیونکہ ماں باپ اولاد کے وجود کو پیدا کرنے اور ترتیب کرنے کے سبب سے بڑے ہیں۔ اگر پہنچیں تیرے نزدیک کبرسن اور بڑی عمر کو ایک ان دونوں میں سے یا ہر دو یعنی بوڑھے ہوں اور تیری خدمت کے محتاج ہوویں، پس مت کہہ اُن کو اُف۔ اُف کا لفظ جو خفگی کا لفظ ہے۔ جب ایک آدمی ایک چیز سے تنگ آئے یا وہ چیز اس پر بھاری ہووے یا ناپاکی سے آلودہ ہووے تو اُف کر کے کہتا ہے۔

حق تعالیٰ کہتا ہے یہ لفظ بھی ماں باپ کو مت کہو۔ ماں باپ سے تنگ مت آؤ اور اُن کو گراں مت جانو اور اُن پر بلند آواز مت مارو اور اُن کی بات کا جواب سخت مت دو، ادب وحرمت سے بات کرو، اُن کا نام مت پکارو، غصہ والے بدخو صاحب سے گنہگار، تقصیروار غلام جس طرح عاجزی سے بات کرتا ہے، ویسے ہی اپنے ماں باپ سے بات کرو، تواضع اور ذلت کا بازو اُن کے روبرو نیچے کرو، اُن پر زیادتی وزحمت سے بزرگی اور تکبر مت کرو بلکہ ملائمت اور نرمی آگے لاؤ، کیونکہ کل کے دن تم پرورش اور تربیت میں اُن کے محتاج تھے، آج کے روز وہ تمہاری خدمت اور احسان کے محتاج ہیں اور تم یہ کہو کہ اے پروردگار اُن پر بخشش اور رحم کر جیسا کہ انہوں نے ہم کو پرورش کیا ہے۔ اگر ماں باپ مومن ہیں تو بہشت میں پہنچا، اگر کافر ہیں تو اسلام اور ایمان اُن کو دے۔ یہ حق تعالیٰ کی خوشی پر موقوف ہے۔

حدیث قدسی ﴿ جو شخص کہ راضی رہے اس سے، اس کے ماں باپ تو میں بھی اس سے راضی ہوں۔ اگر کلام میں اُف سے بھی کوئی لفظ کم ہوتا تو، البتہ اللہ تعالیٰ ذکر کرتا اسی کو، یعنی خفگی میں اُف کے سوائے کوئی دوسری بات نہیں۔ تم ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ تمہارے بچے تمہارے ساتھ نیکی کریں گے۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا کبائر گناہوں کا کفارہ ہے، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا پروردگار سے دُور ہے، فرشتوں سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے، نیک لوگوں سے دُور ہے دوزخ کے نزدیک ہے۔

حدیث ﴿ ماں باپ کے مارنے کے واسطے جو ہاتھ اٹھاوے گا، اس کا ہاتھ گردن سے باندھ کر لنڈا کر دیا جاوے گا۔ تب اصحاب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ ان کو مارے تو کیا حکم ہے۔ فرمایا پل صراط سے گزرنے کے آگے ہاتھ کٹ جاوے گا اور فرشتے ماریں گے۔ جو دنیا کی حاجتوں سے ماں باپ کی ایک حاجت برلاوے تو حق تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کرے گا اور اس کی آخرت کی حاجتوں سے ستر حاجت برلاوے گا۔ آخرت کی حاجتوں سے پہلی حاجت جنت میں داخل ہونا ہے۔ دوسری حق تعالیٰ کا دیدار، جو گھر میں اچھا کھانا رکھے گا اور ماں باپ کو چھوڑ کر کھاوے تو حق تعالیٰ جنت کے طعام کی لذت اس پر حرام کرے گا۔ ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ کس لیے ہمارے دل سخت ہو گئے اور گناہ بہت ہو گئے۔ پروردگار کی طرف ہم توبہ نہیں کرتے۔ اس بزرگ نے کہا تحقیق تم نے آخرت کو چھوڑ دیا اور خسارت کے عمل کیے۔ ماں باپ کی نافرمانی کی، عمل نیک چھوڑ دیئے۔ دراز امید

رکھی، ظلم اختیار کیا۔ امانت ضائع کی خیانت ظاہر کی۔ جس قدر تم بڑی عمر کے ہوئے مکر وفن کو قوت دی۔ پانچوں وقت فرض نماز ضائع کی، زکوٰۃ نہیں دی، چغلی اختیار کی، یتیموں کو ستایا، شریعت کے احکام کو نہیں بجالائے، رحمٰن کے نافرمان و گنہگار شیطان کے تابعدار بنے، سود کھاتے رہے اور عورتوں کو کھلاتے رہے، بدکاروں سے معاملہ کرتے رہے، جھوٹ کے سبب تمہارے دل سخت ہو گئے ہیں۔ تمہارے گناہ بہت ہو گئے ہیں کوئی جھڑکنے والا نصیحت کرنے والا، یاد دلانے والا نہیں رہا۔ تمہارا کلام میٹھا اور فعل کڑوا، تمہاری زبان بد اور تمہارے دل دوسروں کے عیبوں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے تم مقبول نہیں ہوئے بلکہ مردود بنے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دیوے۔ دوزخ میں ابلیس و عاق والدین کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ دوزخ میں وہ ابلیس کا ہمسایہ ہوگا۔ نیک جنت میں پیغمبروں کا ہمسایہ ہوگا۔ جنت میں پیغمبروں اور محسن والدین کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ وہ جنت میں پیغمبروں کا ہمسایہ ہوگا۔ ماں باپ کو خوش رکھنے والے کو محسن والدین کہتے ہیں۔

حدیث ﴿ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں جس رات میں معراج کو گیا تھا وہاں ایک قوم کو دیکھا کہ آتش کی سولی پر لٹکتے ہیں۔ تب جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: اے میرے بھائی! یہ کون ہیں، کیا گناہ کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: یہ قوم اپنی ماں کو گالی اور رنج دیتی تھی۔ مالک نے کہا: مجھے پروردگار نے حکم کیا کہ اس قوم کو آگ کی سولی پر لٹکاؤں اور ان کی زبانوں کو آتش کے آکڑے سے گدی کی طرف کھینچ کر تالو سے نکالوں۔

روایت ﴿ جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے قبر میں اس کے پہلو پر مینھ کے قطروں کی مانند آتش کی چنگاریاں برسیں گی۔

نقل ﴿ اللہ کے رسول ﷺ عاق والدین کا بلبلانا، رونا، عذاب عقوبت کی صورت دیکھ کر اور سن کر عرش کے نیچے ان کی شفاعت کے لیے سجدہ کریں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”اے میرے حبیب! سر اُٹھا جب تک ان کے ماں باپ ان سے راضی نہ ہوں گے میں مغفرت نہیں کروں گا۔ تو اپنے مکان کو جا ان کا خیال مت کر۔“ آپ حکم کے موافق جنت میں پھر جاویں گے، پھر دوسری بار ان کا بلبلانا سن کر بہت درد سے عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑیں گے۔ حق تعالیٰ فرماوے گا: ”اے میرے حبیب ﷺ! سر اُٹھا جو

مانگنا ہے سو مانگ۔ جو لوگ ماں باپ کو ایذا اور رنج دیتے تھے جب تک اُن کے ماں باپ اُن کے گناہ معاف نہ کریں گے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور تو جا۔'' آپ ناچار حکم کے موافق پھر آویں گے۔ پھر تیسری بار ان کا رونا سن کر آپ کا دل پگھل جائے گا۔ بے اختیار عرض کریں گے: ''اے میرے اللہ! دوزخ کے دروازے کو کھولنے کا حکم کر تا کہ ان کے عذاب کو دیکھوں۔'' عرض قبول ہوگی۔ ایک فرشتہ دروازہ کھولے گا۔ آپ جا کر دیکھیں گے تو کتنے مرد اور عورتیں آتش کی سولی پر لٹکے ہوئے ہوں گے۔ بعضوں کے سروں پر زبانیہ لوہے کے گرزوں سے مارے گا۔ بعضوں کے بازوؤں اور پیٹوں پر آتش کے تیر چلاوے گا اور بعضوں کی پشت اور زانوؤں پر آتش کے تازیانے مارے گا۔ سانپ بچھوان کے پاؤں کے نیچے دوڑتے اور کاٹتے ہوں گے۔ مالک فرشتہ دوزخ کا سردار اور نگہبان ہے اس کے علاوہ میں جو جو فرشتے ہیں ان کو زبانیہ کہتے ہیں۔ حضرت یہ بد احوال دیکھ کر بے اختیار رحمت و درد کے مارے روتے ہوئے پھر عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑیں گے۔ تب حق تعالیٰ اپنے کرم و رحمت سے فرمائے گا ''اے میرے حبیب ﷺ! ان کے ماں باپ تھوڑے جنت میں تھوڑے اعراف میں تھوڑے دوزخ میں ہیں۔ تو ان کو راضی کر کے ان کے گناہ معاف کروا۔'' آپ ﷺ کہیں گے: ''اے میرے اللہ! دوزخ میں جو ہیں ان کو مجھے دکھلا۔'' تب حق تعالیٰ دکھلائے گا۔ آپ کے حکم کے موافق بہشت اور اعراف اور دوزخ میں ان کے ماں باپ کے پاس جا کر کہیں گے تمہاری اولاد کے گوشت کو آتش کھا گئی ان کی ہڈی تک جل گئی، ان کا رنگ کالا ہو گیا، فرشتے ان کو عذاب کرتے ہیں، ان کا رونا سن کر میرا دل بہت ہی غم و درد میں ہے۔ اب ان کے گناہ معاف کرو۔ وہ اپنی اولاد کی سب تقصیر جو دنیا میں تھی بیان کریں گے۔ کوئی کہے گا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے فرزند اور دختر کی شفاعت مت کرو کیونکہ وہ دنیا میں میری بہت حقارت و سبکی کرتے تھے اور میرا دل توڑتے تھے اور آپ خوب کھاتے پیتے تھے، میں بھوکا پیاسا رہتا تھا۔ ماں بھی ایسا ہی کہے گی کہ یا شفیع المذنبین میرا بیٹا اپنی جورو کو اچھے کپڑے اور زیور بنوا کر دیتا تھا۔ مجھ کو بھوکا رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک ماں اور باپ اپنی دختروں سے اور فرزندوں سے دنیا میں جو رنج وایذاء کہ اٹھائے سو ظاہر کریں گے، ان کے دل کی آرزو نہیں نکلے گی۔ تب آپ فرماویں گے اے لوگو! تم نے جو دنیا میں اپنی اولاد سے دکھ پایا اب دنیا گزر گئی اس کی نعمت سب جاتی رہی اور میرا حکم یہی ہے کہ تم ان کی تقصیر معاف

کرو۔ حق تعالیٰ فرماوے گا: ''اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مشقت میں مت پڑ، اپنے عزت وجلال کی قسم ہے جب تک ان کے دلوں میں ان کی طرف سے رضا وخوشنودی نہ دیکھوں گا، دوزخ سے نہ نکالوں گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں گے اے پروردگار! اے ارحم الراحمین مالک کو حکم کر کہ ان کو اولاد کا عذاب دکھاوے۔ شاید اس وقت مہر پدری و مادری سے ان کی تقصیروں کو معاف کریں۔ ایسا ہی حکم ہوگا تب آپ سب کو ساتھ لے کر ان کی طرف جاویں گے۔ جب وہ اپنی اولاد کے رنگ برنگ کے عذاب اور خرابیاں دیکھیں گے اپنی ایذا اور رنج بھول کر پکار کر روتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے جگر بندو تم پر اتنا سخت عذاب ہو رہا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے تھے کوئی اپنے فرزندوں کے لیے کوئی اپنی دختروں کے لیے بے اختیار روئے گا۔ اس وقت دوزخی اپنے ماں باپ کی آواز پہچان کر سر اُٹھا کر کہیں گے اے ہمارے ماں باپ اب رحم کرو ہمارے گوشت پوست کو آتش کھا گئی۔ ہمارے کلیجے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ ہم کو اب کچھ طاقت نہیں رہی، تم دنیا میں ہم پر دھوپ پڑنے نہیں دیتے تھے۔ ایک کانٹا ہمارے پاؤں میں اگر چبھتا تھا تو تم غمگین ہوتے تھے۔ اب مہر پدری و مادری کرو کیوں اس طرح ہم پر دوزخ پسند کرتے ہو، رحم نہیں کرتے۔ تب ان کے ماں باپ یہ رونا سن کر بے اختیار روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں گے: اے شفیع المذنبین ان کی شفاعت کرو۔ میں کہوں گا حق تعالیٰ تمہارے واسطے تمہاری اولاد پر غضب میں ہے تم شفاعت کرو۔ وہ کہیں گے اے ہمارے اللہ! ہمارے مولیٰ! اپنی رحمت سے ہماری اولاد پر رحم کر اور دوزخ سے نکال۔ حق تعالیٰ کہے گا: میں تمہارے دلوں کی بات جانتا ہوں۔ اب تم اپنے فرزندوں سے بہ دل راضی ہوئے ہو۔ کہیں گے: اے پروردگار! ہم بہ دل راضی ہوئے، تو بھی راضی ہو۔ حق تعالیٰ مالک کو فرمائے گا جو ماں باپ راضی ہیں ان ہی کی اولاد کو چھوڑ دو۔ جن کے ماں باپ راضی نہیں ہیں ان کو مت چھوڑو۔ مالک اسی کے موافق جن کے ماں باپ راضی ہوں گے ان کو دوزخ سے نکال کر نہر الحیٰوۃ کے پانی میں نہلاوے گا تو ان کے بدن میں گوشت پوست اوّل کے مانند بھر آوے گا۔ پس وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

آنکھ بہت بڑی نعمت ہے، اس کو گناہ سے آلودہ نہ کرو

آنکھ کی خیانت کو دیکھنے والے، اللہ پاک کے خوف کو خاطر میں نہ لانے والے، اللہ کے حکم کی

کھلم کھلا خلاف ورزی کرنے والے، بدمعاش انسان! آنکھ بہت بڑی نعمت ہے، دوسروں کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو بری نظر سے دیکھ کر جہنم کی آگ کا ایندھن نہ بنو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ کے حضور توبہ کرو۔ اگر تم اس حرکت سے باز نہ آئے تو اللہ تمھاری آنکھوں سے نور چھین لے گا اور تمھیں اندھا کر دے گا۔

آنکھ اور زبان بہت بڑی نعمتیں ہیں...... اِن کی حفاظت کرو

آنکھ پروردگار کے خوف سے روتی ہے تو عرشِ معلیٰ کو ہلا دیتی ہے۔...... مسکراتی ہے تو کائنات میں ہلچل مچا دیتی ہے۔...... کھلتی ہے تو کائنات کے رازوں سے پردہ ہٹا دیتی ہے۔...... بولتی ہے تو اہل زبان کو انگشت بدندان کر دیتی ہے۔...... قدرت کے کاموں میں غور و فکر کرتی ہے تو انسان کو تسخیر کائنات میں لگا دیتی ہے۔...... جھکتی ہے تو زمانے بھر کا شرم وحیا اپنے اندر سما لیتی ہے۔...... دیکھتی ہے تو سمندر کی گہرائیوں سے موتی اُٹھا لیتی ہے۔...... گھورتی ہے تو مردِ آہن کو لرزا دیتی ہے۔...... غیر محرم عورتوں کو دیکھنے والی آنکھ انسان کو جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔...... بند ہوتی ہے تو انسان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہے۔

اے مخاطب! اپنی آنکھوں میں شرم وحیا پیدا کر تا کہ تیری ماں، بہن، بیوی اور بیٹی دوسروں کی بری نظروں سے محفوظ رہے، کلمہ خیر کہو یا چپ رہو۔ اگر کلام چاندی ہے تو سکوت سونا ہے۔ اس کلام میں کوئی خوبی نہیں جس سے خالق کائنات کی رضا مقصود نہ ہو، زبان بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی عجیب و غریب صنعتوں میں سے ایک صنعت ہے۔ اس کا جثہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کی اطاعت اور گناہ بہت بڑے ہیں حتیٰ کہ کفر و اسلام جو گناہ اور اطاعت میں دو آخری کناروں پر ہیں اس سے ظاہر ہوتے ہیں اس کی آفتیں بھی بے شمار ہیں۔ بیکار گفتگو، بیہودہ باتیں، جنگ وجدل، منہ پھلا کر باتیں کرنا، فحش بات کرنا، گالی دینا، لعنت کرنا، گانے گانا، کسی کے ساتھ تمسخر کرنا، کسی کا راز ظاہر کرنا، جھوٹا وعدہ کرنا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، کسی پر تعریض کرنا، غیبت کرنا، دورنگی باتیں کرنا، بے محل کسی کی تعریف کرنا، بے محل سوال کرنا۔

بچو بچو! شرک سے بچو!

پروردگار کی ذات وصفات میں کسی کو ملانا شرک کہلاتا ہے۔ شرک وہ بیماری ہے جو فطرت بشریہ

کے تمام رگ و پے کو بے کار کر دیتی ہے۔ شرک وہ زنگار ہے جس سے دل و دماغ کی درخشندہ دھاتیں خراب ہوتے ہوتے مٹی کے سیم زدہ ڈھیلوں سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں اور شرک وہ گندگی ہے جس سے روح انسانی کی کیفیت اس قدر متعفن ہو جاتی ہے کہ اس کی بدبو سے جن و انسان اور فرشتوں کو وحشت ہوتی ہے۔ شرک انسان کے اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ مشرک کی زبان سے نکلی ہوئی دعا کوئی تاثیر نہیں رکھتی۔ جب انسان اپنے اعمال میں شرک کو جگہ دے کر سیدھی راہ اور استقامت سے ہٹ جاتے ہیں تو وہ پروردگار کی طرف سے کسی مدد اور سہارے کے مستحق نہیں رہتے۔ ہر مسلمان کو اپنے دامن کو شرک کے کانٹوں سے بچانا چاہیے۔ آج کل لوگ جہالت کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں شرک کو جگہ دے کر اپنے ایمان کی روشنی کو گل کر رہے ہیں۔ پروردگار کے ساتھ دوسروں کو شریک کر کے اپنے اعمال میں غلاظت کے انبار لگا رہے ہیں۔ اس بات کا یقین کر لو کہ اگر دنیا کی ساری مخلوق جمع ہو کر تمہیں نفع یا نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی۔ نفع، نقصان، عزت ذلت، زندگی موت سب اس کے ہاتھ میں ہے۔ ہم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم بندے خالق کے ہو کر بندگی مخلوق کی کریں۔ کھائیں خالق کا اور گن گائیں غیروں کے، جو ہماری طرح مخلوق ہے۔ ہر دکھ کا مداوا کرنے والا وہی اکیلا زبردست ہے۔ ہر حال میں اس کو پکارو نجات اسی میں ہے۔ کیسی اچھی باتیں ہیں تو پھر عمل کرو۔

﴿بچو بچو! گناہوں سے بچو، گناہ کی دس برائیاں﴾

اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ جہنم کی آگ مشرکوں کے چہروں کو جھلسا دے گی۔ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو آفات سے حفاظت، عمر میں برکت، آرام دہ زندگی اور مزید نعمتیں ملیں گی۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرنا ورنہ زمین تمہارے لیے تنگ ہو جائے گی۔ جھوٹی قسم نہ کھانا، بہت بڑا گناہ ہے۔ کسی پر حسد نہ کرنا، چوری نہ کرنا، پڑوسی کو نہ ستانا۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔

گناہوں سے بچو ہر گناہ کے اندر دس برائیاں ہیں: خالق کی ناراضگی، شیطان کی مسرت، جنت سے دوری، جہنم سے نزدیکی، اپنے نفس پر زیادتی، قلب کا ناپاک ہو جانا تمہارے مالک نے اس کو پاک

بنایا ہے۔ محافظ فرشتوں کی اذیت، آپ کے محسن کا غمگین ہونا، رات یا دن کا اس کے خلاف گواہ ہونا، مخلوق کے ساتھ خیانت کرنا۔ گناہ ایک نحوست ہے اور نحوست گوبھن کے پتھر کی طرح ہے کہ یہ پتھر اپنے پیدا کرنے والے کی اطاعت کی دیوار کو توڑ دیتا ہے اس میں خواہشات کی ہوا داخل ہو کر معرفت کے چراغ کو بجھا دیتی ہے۔ مفلس کون ہے؟ مفلس وہ ہے جو نماز، روزہ، زکوٰۃ کے اعمال لے جائے گا لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا۔ ان مظالم کے بدلے میں اس کی تمام نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں ختم ہوگئیں تو جن کے حقوق باقی ہوں گے تو ان کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ بہتر آدمی کون ہے؟ جس کی عمر طویل اور عمل اچھے ہوں۔

دُنیا اور آخرت میں کامیابی کے رہنما اُصول

اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک بدو حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے۔

بدو نے عرض کیا:	اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔	قناعت اختیار کرو، امیر ہو جاؤ گے۔
میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔	تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جاؤ گے۔
میں عزت والا بننا چاہتا ہوں۔	مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کردو، عزت والے ہو جاؤ گے۔
میں اچھا بننا چاہتا ہوں۔	مخلوق کو نفع پہنچاؤ، اچھے آدمی بن جاؤ گے۔
میں عادل بننا چاہتا ہوں۔	جسے اپنے لیے اچھا سمجھتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو۔
میں طاقتور بننا چاہتا ہوں۔	اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔
میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں۔	کثرت سے ذکر کرو۔

میں رزق کی کشادگی چاہتا ہوں۔ ❁ ہمیشہ باوضو رہو۔
میں دُعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔ ❁ حرام نہ کھاؤ۔
میں ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔ ❁ اخلاق اچھے کرلو۔
میں قیامت کے دن اللہ سے گناہوں سے پاک ہوکر ملنا چاہتا ہوں۔ ❁ جنابت کے بعد فوراً غسل کیا کرو۔
میں گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔ ❁ کثرت سے استغفار کیا کرو۔
میں قیامت کے دن نور میں اٹھنا چاہتا ہوں۔ ❁ ظلم کرنا چھوڑ دو۔
میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔ ❁ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرو۔
میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔ ❁ لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔
میں رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں۔ ❁ زنا سے بچو۔
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننا چاہتا ہوں۔ ❁ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہو، اس کو اپنا محبوب بنالو۔
میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں۔ ❁ فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔
میں احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں۔ ❁ اللہ کی بندگی یوں کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو یا وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔
میرا کون سا عمل گناہوں سے معافی دلائے گا؟ ❁ آنسو، عاجزی اور بیماری۔
میرا کون سا عمل دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گا؟ ❁ دُنیا کی مصیبتوں پر صبر کرو۔
میرا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کرے گا؟ ❁ چپکے چپکے صدقہ دو اور صلہ رحمی کرو۔
سب سے بڑی برائی کیا ہے؟ ❁ بداخلاقی اور بخل۔
سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟ ❁ اچھے اخلاق، تواضع اور صبر۔
میں اللہ تعالیٰ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں۔ ❁ لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو۔

دُعا کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت

اللہ سے مانگنے کی اصل چیز ہدایت ہے۔

(۱) اگر اولاد ہو لیکن ہدایت نہ ہو تو......

ناہنجار، ناخلف، بدکردار، بدمعاش، ماں باپ پر عذاب، سوسائٹی خراب

(۲) اگر دولت ہو لیکن ہدایت نہ ہو تو......

قارونیت اور اللہ کی نافرمانیوں میں دولت کا استعمال

(۳) اگر اقتدار ہو لیکن ہدایت نہ ہو تو......

فرعونیت، رعیت پر ظلم جو تباہی کا باعث ہے۔

(۴) اگر تمام انسانی اعضاء (دماغ، بصارت، سماعت، ہاتھ پاؤں) مع صلاحیت موجود ہوں لیکن ہدایت نہ ہو تو......

گمراہی، فتنہ وفساد جو آج تمام دُنیا میں برپا ہے۔

اللہ سے مانگنے کی دوسری چیز: دین کا فہم، مخلوقِ خدا سے محبت، حکمت اور قرآن کا فہم

دُعا ہے: اللہ پاک ہر مسلمان کو ہدایت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ امین!

درود شریف کے فضائل

دُعا سے پہلے درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے۔ درود شریف پڑھنے سے اللہ راضی، گمراہی سے نجات، اُمیدیں پوری، دل منور اور قیامت کے دہشت ناک دن میں امن نصیب ہوگا۔ اللہ رب العزت نے آسمان کو ستاروں سے، فرشتوں کو جبرئیلؑ سے، بہشت کو حوروں سے، پیغمبروں کو حضرت محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، دنوں کو روزِ جمعہ سے، راتوں کو شب قدر سے، مہینوں کو رمضان مبارک سے، مسجدوں کو کعبۃ اللہ سے اور قرآن پاک کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے آراستہ کیا ہے۔ خوب اللہ کا ذکر کرو۔

بدن کی سلامتی؛ قلت طعام میں، روح کی سلامتی ترک گناہ میں اور دین کی سلامتی حضرت

خیر الانام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے میں ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا میں ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد وثنا کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی نہ ٹپکاؤں اور زمین سے ایک دانہ...... نہ اُگاؤں۔ اے بندے! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جائے جتنا تیری زبان سے تیرا کلام اور تیرے دل سے اس کے خطرات اور تیرے بدن سے اُس کی روح اور تیری آنکھ سے اُس کی روشنی تو سن اللہ کا ذکر کثرت سے کر اور اس کے رسول پر کثرت سے درود پڑھا کر۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

اے اللہ پاک! مسلمانوں میں محبت عطا فرما اور فرقہ پرستی سے ہماری حفاظت فرما...... اے اللہ پاک! تو ہمیں علمائے کرام کی قدر بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت کرنے والا بنا...... اے اللہ پاک! تو ہمیں مسلمانوں کی بیقراری میں، تکلیف دور کرنے میں، تنگ دستی میں ان کی خدمت کرنے والا بنا...... اے اللہ پاک! مسلمان کی عزت آبرو کی حفاظت کرنے والا بنا...... اے اللہ پاک! تو ہمیں اپنی مخلوق پر رحم کرنے کی صفت عطا فرما...... اے اللہ پاک! تو ہمیں مکر وفریب سے، دوسروں پر ظلم کرنے سے بچا...... اے اللہ پاک! ہر مسلمان کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنے والا بنا...... اے اللہ پاک! تو ہمیں اچھے اخلاق سے مالا مال فرما اور ہمیں اہل وعیال سے اچھا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرما...... اے اللہ پاک! تو ہمیں مصائب پر صبر، نعمت پر شکر اور طاقت کے باوجود درگزر کرنے کی توفیق عطا فرما...... اے اللہ پاک! تو ہمیں کسی کا محتاج نہ کر...... اے اللہ پاک! تو ہمیں اپنا شکر گزار بندہ بنا...... اے اللہ پاک! ہمیں اپنے فرائض کو ایمان داری سے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما...... اے اللہ پاک! تو ہماری ہر قسم

کے مصائب اور مشکلات سے حفاظت فرما...... اے اللہ پاک! تو ہمیں اپنی خطاؤں پر ندامت کے آنسو بہانے کی توفیق عطا فرما...... اے اللہ پاک! غرور و تکبر سے ہماری حفاظت فرما...... اے اللہ پاک! تو ہمیں دین پر استقامت عطا فرما...... اے اللہ! روحانی اور جسمانی بیماریوں سے ہماری حفاظت فرما...... اے اللہ پاک! ہمیں سلیم قلب عطا فرما...... اے اللہ پاک! ہمیں اپنے مقبول بندوں کی رفاقت نصیب فرما...... اے اللہ پاک! ہمیں حیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال فرما...... اے اللہ پاک! جھوٹ اور غیبت سے ہماری حفاظت فرما...... اے اللہ پاک! تو اپنی ہر نافرمانی سے ہماری حفاظت فرما۔

اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے نبیوں اور صدیقوں جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور شہیدوں اور نیکوں کا درجہ بخشا ہے اُن کی صحبت ہمیں عطا کر۔ ہمیں یقین ہے تو ہمیں اپنی نعمت سے محروم نہ رکھے گا کیونکہ تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اے اللہ! جو لوگ قبروں کے اندر گناہوں کی پاداش میں گرفتار بلا ہیں، اُن کی رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ لوگ غربت میں مسافر کی حیثیت سے پڑے ہیں، اُن کے اُوپر مٹی پڑی ہے جس سے اُن کی خوبصورتی ختم ہوگئی ہے۔ سانپ بچھو وغیرہ ان کا جسم کھا رہے ہیں، یہ لوگ عمارت کی صورت میں قبر کے اندر پڑے ہیں۔ یہ بات نہیں کرسکتے۔ حشر تک اسی طرح پڑے رہیں گے۔ ان میں نیک اور بدکار بھی ہیں۔ گنہگار اور تیری راہ میں کوشش کرنے والے بھی ہیں۔ غرض سب قسم کے لوگ ہیں اے اللہ! جو ان میں بدحال ہیں، انہیں خوش حالی اور بزرگی عطا فرما۔ جو پریشان ہیں اُن کا غم وفکر دور کردے۔ اس کے بدلے اُنہیں خوشی عطا فرما۔ اے اللہ! مسلمان مردوں پر خواہ پیادہ ہوں خواہ مقیم، ان سب نے تیری بارگاہ میں گردنیں خم کر رکھی ہیں اُن پر مہربانی فرما، اور ان کی عاجزی قبول کر۔ جب تک یہ لوگ قبروں کے اندر ہیں، تیری رحمت پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ تیری بارگاہ سے توقع رکھتے ہیں کہ انہیں بلند درجے عطا ہوں۔ تُو ان کی قبروں کو رحمت کی جگہ بنادے، ان پر بخشش فرما۔

ان کے باپ بیٹوں، بہن بھائیوں اور عزیز واقارب جو ان کے وجود سے پہلے برباد و ویران ہوجائیں، ان کی صفات و کدورت کو بدل دے قبل اس کے کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ہوجائے اور زمین کے طبقات تلے چلے جائیں، اس سے قبل کہ مہربانی کا کلمہ ان کے حق میں نفرت کا کلمہ بن جائے، ایسا وقت آئے کہ دن رات میں تبدیل ہوجائے سب زمین اور آسمان والوں کو موت اپنی نیند سلادے۔ جب بوڑھے

ہائے کہیں، ضعیف اور جوان لوگ اُف کہیں، رسوا اور بدکار لوگ نا اُمید ہو جائیں، نوجوان مسرتوں کو پکاریں۔اے زمین و آسمان کے مالک! تو اپنی رحمت نازل فرما۔اپنی خاص بخشش فرما۔ کیونکہ لوگ اپنے برے کاموں سے پریشان ہو رہے ہیں، خوف سے کانپ رہے ہیں، شرم کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں، اُن کے منہ پر خاموشی کی مہر لگی ہے۔ وہ بولنے سے معذور ہیں، اپنے برے اعمال کے باعث شرمندہ اور سرنگوں ہیں۔ جس چیز سے ان کی دوستی تھی اب اُس سے ڈر رہے ہیں۔اب کہتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا اگر اللہ ہمیں پیدا ہی نہ کرتا۔اے اللہ! تو ہی اپنی قوت سے ہر چیز کو حرکت دینے والا اور ہر آواز کو سننے والا ہے۔موت کے بعد دوبارہ ہڈیوں کے جسم کو لباس پہنانے والا ہے تو آنحضرت ﷺ اور اُن کی آل پر درود بھیج۔اس متبرک رات کی بزرگی کے بدلے ہمارا ہر گناہ بخش دے۔ ہمارے رنج و درد کو خوشی و راحت میں تبدیل کر دے تکلیف میں مبتلا ہونے والے ہر شخص کو سلامت رکھ۔ ہر بدکار کی بدکاری کو دور کردے۔ جس کا حق چھینا گیا ہو اس کا حق اسے دلا دے۔کوئی گنہگار ایسا نہ رہے جو توبہ نہ کرے۔ ہر فرد کو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھ۔ ہماری دینی و دنیوی ضروریات پوری کر دے مگر جس حاجت میں تیری خوشنودی نہ ہو اُسے پورا نہ کر۔ ہمیں نیکی عطا فرما، اور ہماری گم شدہ چیز واپس ملنے میں ہماری مدد فرما، کیونکہ تو ہی سب مہربانوں سے زیادہ رحیم ہے۔تو ہمارے گناہ بخش دے۔ ہمارے والدین، بہن بھائی، قریبی دوست اور اساتذہ، اور وہ لوگ جو ہمارے لئے دعا مانگتے ہیں، جو تیرے دوست ہیں، خواہ زندہ ہیں یا مُردہ، ان سب کو اپنی رحمت سے معاف کر دے کیونکہ تو ہی بلائیں دور کرنے والا ہے دعائیں قبول کرنے والا ہے۔تو ہی ہمارے رنج دور کر سکتا ہے، تو ہی ان سب صفات کا مالک ہے۔ آنحضرت ﷺ اور ان کی آل سب مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں ان سب پر درود بھیج اور قرآنی آیات سے ہمیں فائدہ پہنچا۔قرآن کی برکت سے ہمارے عیب ڈھانپ دے، رمضان المبارک کی برکت سے انہیں چھپا دے۔اے اللہ! رمضان کے روزوں اور رات کے قیام کی برکت سے ہمارے درجے بلند کر۔اے خفیہ رازوں کے جاننے والے، آنحضرت اور ان کی اولاد پر درود بھیج۔قرآن کریم کی برکت سے ہمارے سارے گناہ بخش دے اس کے طفیل ہماری بخشش اور بزرگی میں اضافہ کر۔ ہمارے بیماروں کو شفا دے، جو مر چکے ہیں اُن پر رحم کر، دین و دنیا کے بارے میں جو کچھ ہم پر گذرنے والا ہے اس کی اصلاح فرما۔

ہمارے گناہوں کا بوجھ ہم سے مٹا دے، اپنے پاک اور نیک لوگوں جیسی خصلت ہمیں عطا فرما۔ ہمارے گناہ اور ہماری لغزشیں بخش دے۔ کدورت سے ہمارے دل اور سینے پاک کر دے۔ سارے تفکرات سے ہمارے دل صاف کر دے ہمیں قحط سے بچا۔ بروں کی برائی اور مکاری سے بچا۔ جب تک ہم زندہ ہیں۔ ہمیں اصحاب کی دوستی پر قائم رکھ۔ میدان حشر میں ان کے ساتھ کر دے۔ مجھے اور دوسرے لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر۔ دنیا و آخرت میں ہمیں نیک بنا اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ پاک ہم نے تیرے عہد کی پرواہ نہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث کیا اور گھناؤنا کر دیا لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑے سے بڑا دکھ اٹھالیا۔ ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے جن کے والدین کو ان سے جدا کر دیا گیا ہو۔ کیوں کہ آپ ہم سے راضی نہ رہے اور ہم غمگینی اور رسوائی کے لیے چھوڑ دیے گئے۔ پر اے حی و قیوم! اب ہم پر رحم کر۔

ہمارے قصوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ۔ گو ہماری خطائیں بے شمار ہیں لیکن ہم سب تیرے ہی نام سے کہلاتے ہیں، اور تیری راہ میں دکھ اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

اے ستار و تواب رحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے؟ کیا ہماری خزاں کے لئے کبھی بہار نہیں اور کیا ہمارے زخم کے لئے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسل ابراہیمی کے اُمید گاہ! تُو ہمیشہ کے لئے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے۔ ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئیں گے کیونکہ ہمیں کہیں پناہ نہیں ملی۔ تو ہمیں صداقت اور نیکی کے لئے چن لے اور اپنی ہدایت و عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال! دنیا آج انتہائی ترقی کے بعد بھی امن و عدالت کے لئے ویسی ہی تشنہ ہے جیسی ظہور صداقت کبریٰ کے اولین عہد جہالت میں تھی۔

حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس کی نعمتوں کا کوئی حساب نہیں، محمد ﷺ اُن کی آل، احباب اور اُن کی پاک ازواج پر درود و سلام ہو۔

فرمانِ رسول ﷺ اپنے عزیزوں کو صدقہ کا ثواب پہنچاؤ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میری والدہ کا دفعتہً

انتقال ہوگیا۔ اگر دفعتہً نہ ہوتا تو وہ کچھ صدقہ وغیرہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو ان کی طرف سے ہو جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ان کی طرف سے صدقہ کر دو۔ اپنے ماں باپ، خاوند، بیوی، بہن، بھائی، اولاد اور دوسرے رشتہ دار خصوصاً وہ لوگ جن کے مرنے کے بعد ان کا کوئی مال اپنے پاس پہنچا ہو یا ان کے خصوصی احسانات اپنے اوپر ہوں جیسے اساتذہ اور مشائخ، ان کے لیے ایصالِ ثواب کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ بڑی بے غیرتی ہے کہ ان کے مال سے آدمی نفع اُٹھاتا رہے، ان کی زندگی میں ان کے احسانات سے فائدہ اٹھاتا رہے اور جب وہ اپنے عطایا اور اپنے ہدایا کے ضرورت مند ہوں تو ان کو فراموش کر دے۔ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے اپنے اعمال ختم ہو جاتے ہیں بجز اس صورت کے کہ وہ کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا ہو یا کوئی ایسا عمل کر گیا ہو جو صدقہ جاریہ کے حکم میں ہو جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے اس وقت وہ دوسروں کے ایصالِ ثواب اور ان کی دعا وغیرہ سے امداد کا محتاج رہتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مردہ اپنی قبر میں اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو پانی میں ڈوب رہا ہو اور ہر طرف سے کسی مددگار کا خواہشمند ہو اور وہ اس کا منتظر رہتا ہے کہ باپ بھائی وغیرہ کسی دوست کی طرف سے کوئی مدد دعا کی (کم از کم) اس کو پہنچ جائے اور جب اس کو کوئی مدد پہنچتی ہے تو وہ اس کے لیے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

صدقہ جاریہ ﴿ حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ کا انتقال ہوگیا، ان کے ایصالِ ثواب کے لیے کون سا صدقہ زیادہ افضل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے ایک کنواں کھدوا دیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص پانی کا سلسلہ جاری کر جائے تو انسان یا کوئی بھی اس سے پانی پیئے گا تو اس شخص کو قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت امام نوویؒ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے ﴿ کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہی بات حق ہے اور بعض لوگوں نے جو یہ لکھ دیا ہے کہ میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا، یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی ہوئی خطا ہے یہ قرآن پاک کے خلاف ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہے یہ اجماع امت کے خلاف ہے اس لیے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں۔ شیخ تقی

الدینؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آدمی کو صرف اپنے ہی کیے کا ثواب ملتا ہے وہ اجماع امت کے خلاف کر رہا ہے کیونکہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ آدمی کو دوسروں کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ دوسرے کے عمل سے نفع ہوا۔ نیز حضور اقدس ﷺ میدان حشر میں شفاعت فرماویں گے اور دوسرے انبیاء اور صلحا سفارش فرمائیں گے۔ یہ سب دوسروں کے عمل سے فائدہ ہوا نیز فرشتے مومنوں کے لیے دعا اور استغفار کرتے ہیں (جیسا کہ سورۂ مومن کے پہلے رکوع میں ہے) یہ دوسرے کے عمل سے فائدہ ہوا۔ نیز حق تعالیٰ شانہ، محض اپنی رحمت سے بہت سے لوگوں کے گناہ معاف فرماویں گے، یہ اپنی کوشش اور عمل کے علاوہ سے فائدہ ہوا۔ نیز حج بدل کرنے سے میت کے ذمہ سے حج فرض ادا ہو جاتا ہے، یہ دوسرے کے عمل سے نفع ہوا۔ غرض بہت سی چیزیں اس کے لیے دلیل اور حجت ہیں جن کا شمار دشوار ہے۔ جو شخص صدقہ کرے یا اور کوئی نیکی کا کام کرے اس کا ثواب دوسرے شخص کو بخش دے خواہ وہ شخص جس کو بخشا ہے زندہ ہو یا مردہ، اس کا ثواب پہنچتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس کو ثواب بخشا ہے وہ زندہ ہے یا مردہ۔ اپنے عزیز مُردوں کو ثواب پہنچانے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، ان کے حقوق کے علاوہ۔ عنقریب مرنے کے بعد ان سے ملنا ہوگا۔ کیسی شرم آئے گی جب ان کے حقوق، ان کے احسانات اور ان کے مالوں میں سے جو آدمی اپنے کام میں خرچ کرتا رہتا ہے، ان کو یاد نہ رکھے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب ملتا ہے، ایک تو وہ علم ہے جو کسی کو سکھایا اور اشاعت کی ہو اور وہ صالح اولاد ہے جس کو چھوڑ گیا ہو اور وہ قرآن شریف جو میراث میں چھوڑ گیا ہو اور وہ مسجد ہے اور مسافر خانہ ہے جن کو بنایا ہو اور نہر ہے جو جاری کر گیا ہو اور وہ صدقہ جس کو اپنی زندگی میں اس طرح دے گیا ہو کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے۔ ''ثواب ملتا رہے'' کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ جاریہ کے طور پر دے گیا۔ مثلاً وقف کر گیا ہو اور ''علم کی اشاعت'' کا مطلب یہ ہے کہ کسی مدرسہ میں چندہ دیا ہو یا کسی دینی کتاب کی تالیف کی ہو یا پڑھنے والوں کو تقسیم کی ہو یا مسجدوں اور مدرسوں میں قرآن پاک یا دینی کتابیں وقف کی ہوں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی کسی قسم کی جانی یا مالی کوشش علم کے پھیلانے میں دین کی بقا اور حفاظت میں لگ جائے کہ دنیا کی زندگی خواب سے زیادہ نہیں۔ نہ معلوم کب اس عالم سے ایک دم جانا ہو جائے۔ جتنا ذخیرہ اپنے لیے چھوڑ جائے گا وہی دیرپا اور کارآمد ہوگا۔

عزیز واقارب، احباب، رشتہ دار سب دو چار دن رو کر یاد کر کے اپنے مشاغل میں لگ کر بھول جائیں گے۔ کام آنے والی چیزیں یہی ہیں جن کو آدمی اپنی زندگی میں اپنے لیے کبھی فنا نہ ہونے والے بینک میں جمع کر جائے کہ سرمایہ محفوظ رہے اور نفع قیامت تک ملتا رہے۔

اے اللہ! تیری رحمت سے اس کتاب ''ماں کی شان'' کے مطالعہ کی جو توفیق ہمیں تیری طرف سے ملی ہے یہ تیرا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اپنے فضل واحسان سے اس کتاب کو ہماری زندگی کا دستور العمل بنا۔ اے اللہ! اس کتاب کا جو ہم نے مطالعہ کیا ہے اس کی برکت سے ہمیں اپنے ماں باپ کی عظمت، عزت، خدمت اور ان کے احسانات کی قدردانی نصیب فرما اور اس کا ثواب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت یوشع بن نون علیہ السلام، حضرت شموئیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت ذکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو اس کا ثواب عطا فرما۔ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت عائشہؓ صدیقہ تمام امہات المومنین اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ اور اولیاء کرام مردوں اور اولیاء کرام عورتوں اور محدثین حضرات سب کو اس کا ثواب عطا فرما اور ان سب پر تیری رحمتیں ہوں ستاروں کی تعداد کے برابر، پانی کے قطروں کے برابر، ریت کے ذروں کے برابر، درختوں کے پتوں کے برابر، فرشتوں کی تعداد کے برابر اور ان پر تیری اتنی رحمتیں ہوں جن کا شمار کرنے والے قیامت تک شمار نہ کرسکیں۔ اے اللہ پاک! جو تیرے ہدایت یافتہ چنے ہوئے لوگ ہیں، ان کی راہ پر چلنا ہمیں بھی نصیب فرما۔ آمین!

اچھا اب رخصت......اللہ حافظ

کیا بعید ہے کہ یہ کتاب ''ماں کی شان'' آپ کی خوش قسمتی سے سفر حج میں بھی آپ کے ساتھ ہو اور حرمین میں آپ کو اس کی رفاقت حاصل ہو۔ اللہ کی قدرت و رحمت سے یہ بھی بعید نہیں کہ آپ کو اس کے مطالعہ سے حضور اکرم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آنسو بہانے نصیب ہو جائیں اور آپ کی بخشش کا باعث بن جائیں اور بے اختیار آپ کے ہاتھ اللہ رب العزت کے حضور دعا کے لیے اُٹھ جائیں تو ایسے وقت میں اللہ کے نام پر سائل ہونے کی حیثیت سے درخواست ہے میں سائل ہوں۔ ویسے بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ اور سائل کا حق ہوتا ہے اور بغیر کسی استحقاق کے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مجھ سائل خواجہ محمد اسلام، اماں زینب بی بی، اماں عزیز بیگم، رابعہ بی بی، وجیہا بی بی، مریم بی بی، عادل درویش، فیضان الٰہی کو اور احباب نیکو کار نیز دنیا بھر میں جو مسلمان بہن بھائی اور بزرگانِ دین اسلام کی تبلیغ کا کام یا کوئی بھی نیکی کا کام کر کے دنیا سے جا چکے ہیں یا کر رہے ہیں غرضیکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمان بہن بھائیوں کو بھی اپنی مخلصانہ دعاؤں میں شامل فرمالیں۔ کیا بعید ہے کہ اللہ رب العزت کی کریم اور رحیم ذات آپ کی مخلصانہ دعا سے امت مسلمہ کے حال پر رحم فرمادے۔ ہماری دعا ہے اللہ پاک آپ کو آپ کے بزرگوں کو آپ کے اہل وعیال کو اور آپ کے عزیز واقارب کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ حج کی سعادت اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ اس کتاب کا خود مطالعہ فرمائیں اور گھر کے ہر فرد کو مطالعہ کی ترغیب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

غیروں سے مانگا کچھ نہ ملا ذلت ملی ۔۔۔ اللہ سے مانگا سب کچھ ملا عزت ملی

اے مانگنے والے! مانگ اُسی سے جو دیتا ہے خوشی سے، پھر کہتا نہیں کسی سے

اللہ ہی ہے تمام جہانوں کا پروردگار

پھول کچھ میں نے چنے ہیں اُن کے دامن کے لیے ۔۔۔ میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول

بزرگوں، ماؤں بہنوں، بچوں اور بچیوں کی دُعاؤں کا محتاج مسکین غریب الوطن ـــــ خواجہ محمد اسلام

اے دو جہاں کے ذالی کہتا ہے اِک سوالی
در پر ترے کھڑا ہے پھیلائے جھولی خالی

کب تک رہے گا یارب مشقِ ستم مسلماں
منظور کر دعا کو مت پھیر مجھ کو خالی

اِسلام کا یہ بوٹا پھر سے ہرا بھرا ہو
ہے واسطہ اُسی کا بُنیاد جس نے ڈالی

کب تک رہیں گے یارب تقدیر کے اندھیرے
کب تک گھرِی رہیں گی ہم پر گھٹائیں کالی

اُمت کے گُلستاں کو پھر نو بہار کر دے
ہم ہیں چمن کے پودے تُو ہے چمن کا مالی

دریا امنڈ رہا ہے طوفان آ رہے ہیں
اے ناخدائے کشتی اے بیکسوں کے والی

ہم جانتے ہیں سب کچھ اور یقیں ہے ہمارا
مِٹ کر رہے گی آخر دُنیا ہے جو خیالی

تیرے نبیؐ کی اُمت تیرے کرم کی سائل